آہنی نقاب پوش
تحریر: الگزنڈر ڈوما

آہنی نقاب پوش

تورا کینہ قاضی

الیگزینڈر ڈوما

جاگو جگاؤ

نونہال ادب

پہلا باب

بادشاہ کے بندوقچیوں کا کپتان راؤل دارتنان اپنے پیرس کے ہیڈ کوارٹر میں اپنے دفتر میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا چابک فرش پر پڑا ہوا تھا اور اس کی تلوار اس کی کمر سے لگی ہوئی تھی۔ وہ ایک پچاس سال کا دُبلا پتلا آدمی تھا۔ اُس کے سر اور داڑھی کے بال کہیں کہیں سے سفید دکھائی دے رہے تھے مگر وہ خوب گھنے اور چمک دار تھے۔

وہ اس وقت اپنے پرانے ساتھیوں ایتھوس، پارتھوس اور ارامس کو یاد کر رہا تھا۔

اپنے ان تین بندوقچی دوستوں کے ساتھ گزارے ہوئے وقت کی یاد سے اس کے ہونٹوں پر خود بہ خود مُسکراہٹ پیدا ہو رہی تھی۔ کئی سال پہلے جب وہ چاروں دوست اکٹھّے رہتے تھے تو وہ بادشاہ کے بندوقچیوں کے دستے میں شامل ہوا کرتے تھے۔ اُن کی بادشاہ کے وزیرِ اعظم کارڈینل ریشلو کے بندوقچیوں سے اکثر جھڑپیں ہوا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ اُن چاروں دوستوں نے مل کر کارمیلائیٹ کی خانقاہ کے عقب میں ایک چراگاہ میں کارڈینل کے پانچ بندوقچیوں سے بڑی زبردست جنگ لڑی تھی اور اُنھیں شکست دی تھی۔ اُن کا کارڈینل کے آدمیوں سے اِتّفاقاً ہی سامنا ہو گیا تھا۔ ایتھوس نے فوراً ہی اُن سے مُقابلے کے لیے اپنی تلوار نکال لی تھی اور اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا کہ اُن پر حملہ کر دیں۔ اس پر اس کے ساتھی بھی تلواریں سنبھالے کارڈینل کے آدمیوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔ ان کا حملہ ایسا اچانک تھا کہ کارڈینل کے آدمی ایک ایک کر کے زمین پر گرتے چلے گئے۔ اُنھیں بہت گہرے زخم آئے تھے جن سے بُری طرح سے خون بہہ رہا تھا۔

اس معرکے کے بعد دارتنان اور اُس کے ساتھی اپنی تلواریں اپنی نیاموں میں ڈال کر وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ تیز ہوا اُن کے تیز دوڑنے میں مزاحم ہونے لگی تھی۔ اُن کے لبادے پھڑ پھڑانے اور ہیٹ ان کے سروں سے اُڑنے لگے تھے لیکن اس فتح نے اُنہیں جس نشے سے سرشار کیا تھا، وہ اُنہیں عرصہ دراز تک یاد رہا تھا۔ اس وقت سے اُنہوں نے اپنا ایک مخصوص مقولہ بنالیا تھا۔

"سب ایک کے لیے۔۔۔ایک سب کے لیے۔"

اس واقعے کو تیس سال گُزر چکے تھے اور یہ مدّت ایک خاصی طویل مدّت تھی۔ اس وقت وہ (دارتنان) ایک نو عمر دیہاتی لڑکا ہوا کرتا تھا۔ وہ گسکونی کے ایک چھوٹے سے گاؤں کا رہنے والا تھا۔ اس کے پاس اس وقت ایک تلوار جیسے بازو اور ایک لوہے جیسی کلائی کے سوا کوئی ہتھیار نہ تھا اور وہ اپنے انہی دو ہتھیاروں سے دُنیا میں اپنے لیے راستہ بنانا چاہتا تھا۔

اس نے عزم کر رکھا تھا کہ وہ بادشاہ کے ذاتی محافظ دستے کا سپاہی بنے گا یعنی ایک

بندوقچی بنے گا۔ لیکن کوئی شخص اس وقت تک بندوقچی نہ بن سکتا تھا جب تک وہ اپنے آپ کو اس کا اہل نہ ثابت کر دیتا۔ چناں چہ بندوقچی بننے کے لیے اُسے کئی خطرناک امتحانات سے گُزرنا پڑا اور جرأت و بہادری کی کڑی آزمائشوں میں اپنی اہلیت ثابت کرنی پڑی جس کے بعد اسے بادشاہ کے محافظ دستے کے بندوقچیوں میں شامل کر لیا گیا۔ اِس دستے میں اس کی ملاقات ایتھوس، پارتھوس اور ارامس سے ہوئی جو پیرس بھر میں بے حد جی دار، بہادر اور ماہر تلوار بازوں اور جنگجوؤں کی حیثیت سے مشہور تھے۔ یہ تینوں دارتنان کے گہرے دوست بن گئے۔

اس زمانے میں فرانس کا وزیر اعظم کارڈینل ریشلو تھا۔ جو بے حد چالاک و عیّار، ہوشیار و ذہین اور لائق آدمی تھا۔ شہنشاہ فرانس لوئی سیز دہم کی طرح وہ بھی اپنے لیے مسلح محافظوں کا دستہ رکھتا تھا۔ اس کے محافظ دستے اور بادشاہ کے محافظ دستے کے درمیان آئے دِن جھگڑے اور لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں۔

ان تین بندوقچیوں سے دوستی کے بعد دارتنان بھی اکثر ملکی سیاسیات کے جھگڑوں میں شریک رہنے لگا تھا۔ اس سلسلے میں وہ اتنا آگے بڑھ گیا تھا کہ اس نے

بادشاہ کی نوجوان اور خوب صورت ملکہ این اوف آسٹریا کی خاطر عظیم کارڈینل کی دُشمنی تک مول لے لی تھی۔ بادشاہ کے محافظ دستے میں رہتے ہوئے دارتنان نے تیزی سے ترقّی کی تھی اور لیفٹینٹ بن گیا تھا۔ پھر کُچھ عرصہ گزرنے کے بعد وہ بادشاہ کے محافظ دستے کا کپتان بن گیا تھا۔ وہ اُن چند گنے چُنے آدمیوں میں سے ایک تھا جن پر نیا نوجوان بادشاہ لوئی چہاردہم کامل اعتماد کرتا تھا۔

"آہ! وہ بھی کیا حسین زمانہ تھا!" دارتنان نے سوچا۔ وہ اب معاشرے میں اپنے لیے ایک نہایت معزّز اور اہم مقام حاصل کر چکا تھا۔ اس کی ہر جگہ عزّت کی جاتی تھی۔ دولت اور شہرت بھی اُسے حاصل تھی۔ سرکار دربار میں اسے خاصا رسوخ حاصل تھا۔ وہ ابھی اور ترقی کرنا چاہتا تھا۔ وہ ایک بُلند حوصلہ اور بہادر شخص تھا۔ اسے یقین تھا کہ اگر وہ اسی طرح جدوجہد کرتا رہا تو ایک نہ ایک دِن وہ ضرور فرانسیسی افواج کا مارشل بن جائے گا۔ وہ خطرات سے کھیلنے اور ہر قسم کے مشکل حالات کا سامنا کرنے کے لیے ہر دم تیّار رہنے والا آدمی تھا۔ ڈھلتی عمر میں بھی وہ چاق و چوبند اور اچھّی صحت کا مالک تھا۔ عمر بھر مختلف جنگوں اور معرکوں میں

حصّہ لیتے رہنے کے سبب وہ ایک نہایت زیرک اور تجربہ کار سپاہی بن چکا تھا۔

لوئی سیز دہم کے بعد اس کا بیٹا لوئی چہار دہم فرانس کے تخت پر بیٹھا تھا۔ وہ ایک نو عمر لڑکا تھا۔ اس کی ماں این اوف آسٹریا اب مادر ملکہ کہلانے لگی تھی۔ عظیم کارڈینل ریشلو مدّت ہوئی انتقال کر چکا تھا۔ اس کی موت کے ساتھ ہی اس کے محافظ دستے اور بادشاہ کے بندوقچیوں کے درمیان رقابت اور لڑائی جھگڑوں کا بھی خاتمہ ہو گیا تھا۔ اب نہ گلیوں اور بازاروں میں خون خرابہ ہوتا تھا اور نہ ہی مخالف گروہوں کے سر پھٹتے تھے۔ سب لوگ اب مہذّب اور شریف بنتے جا رہے تھے۔ لڑائی جھگڑے کی جگہ اب درگزر نے لے لی تھی۔

دارتنان کو اپنے پرانے ساتھیوں ایتھوس، پارتھوس اور ارامس کے بارے میں کُچھ بھی معلوم نہ تھا۔ جانے وہ کہاں چلے گئے تھے۔ اُنھوں نے بہت عرصہ پہلے بادشاہ کے محافظ دستے کو خیرباد کہہ دیا تھا اور اِدھر اُدھر نکل گئے تھے۔ دارتنان کو کبھی کبھار اُن کی خبر مل جاتی تھی لیکن ان میں سے کسی سے بھی کبھی اس کی ملاقات نہ ہو سکی تھی۔ اپنے ان دوستوں کے بارے میں اسے زیادہ تر بُری ہی

خبریں ملا کرتی تھیں۔

مثال کے طور پر ایتھوس کا معاملہ تھا۔ جو کاؤنٹ ڈی لافیئر کی حیثیت سے اپنی جاگیر میں رہ رہا تھا۔ اس کا ایک بیٹا تھا جس کا نام راؤل تھا۔ جب وہ جوان ہوا تھا تو ایتھوس اسے اپنے ساتھ پیرس لے آیا تھا جہاں نوجوان راؤل کی ملاقات ملکہ کی خاص ملازمہ لوئیس ڈی ویلیئر سے ہوئی تھی۔ جو اُسے اتنی پسند آگئی تھی کہ وہ اس کے ساتھ شادی کی خواہش کرنے لگا تھا لیکن نوجوان بادشاہ کو یہ بات پسند نہ آئی تھی۔ وہ ہرگز نہ چاہتا تھا کہ نوجوان راؤل کی شادی لوئیس ڈی ویلیئر سے ہو۔ اس لیے اس نے نوجوان راؤل کو ایک سفارتی مشن پر برطانیہ بھجوا دیا تھا۔ اُسے برطانیہ گئے کئی سال گزر چکے تھے۔ اور بادشاہ اسے واپس بلانے کا نام ہی نہ لے رہا تھا۔ ایتھوس پیرس میں اپنے بیٹے کی واپسی کا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے نوجوان بادشاہ کے باپ کے لیے بے حد قابلِ قدر خدمات انجام دی تھیں اور اس کے لیے اپنا خون بہایا تھا لیکن اس کا بیٹا اب جو سلوک اس کے ساتھ روا رکھے ہوئے تھا، اس نے ایتھوس کے دِل میں اس کے خلاف شدید نفرت پیدا کر دی تھی۔ وہ

کھُلم کھلا بادشاہ کو بُرا بھلا کہا کرتا تھا اور اس کے خلاف شدید قسم کا اظہار نفرت کیا کرتا تھا۔

اور پار تھوس اور ارامس کس حال میں تھے؟ سادہ مزاج، سادہ فطرت لیکن بے حد قوّی الجثہ اور لمبا چوڑا پار تھوس ایک امیر کبیر بیوہ عورت سے شادی رچا بیٹھا تھا اور بیرن ڈی ویلون بن گیا تھا۔ وہ اپنی اس عیش و آرام کی زندگی سے شدید نفرت کرتا تھا۔ وہ ہمیشہ خطرات سے کھیلنے اور سنسنی خیز مہمات سے بھرپور زندگی گزارنے کا شوقین رہا تھا مگر اب شادی کے بعد وہ بے کار ہو کر رہ گیا تھا۔

سنجیدہ فطرت، ذہین اور تیز قوّتِ فیصلہ رکھنے والا ارامس اپنی جنگ و جدال اور خطرات سے بھرپور ایک سپاہی کی زندگی گزارتے گزارتے اتنا تنگ آ گیا تھا کہ ایک پادری بن گیا تھا اور اب وہ موسیو ڈی آر بلے، بشپ آف وانز کے نام سے پہچانا جانے لگا تھا۔ وہ موجودہ وزیرِ خزانہ موسیو فوکے کا بڑا دوست تھا لیکن اس دوستی میں وہ بے حد محتاط تھا کیوں کہ اسے معلوم تھا کہ نوجوان بادشاہ اپنے اس وزیر کو پسند نہ کرتا تھا۔ اور اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کی فکر میں تھا۔ موسیو

فوکے بے حد طاقت ور اور با اثر شخص تھا۔ اُس کی طاقت روز بہ روز بڑھتی جارہی تھی اور اثر و رسوخ میں اضافہ ہوتا جارہا تھا۔ اس نے بیلے این مر کا ایک جزیرہ خرید لیا تھا۔ جو برٹینی کے ساحل سے کُچھ دور واقع تھا۔ اس جزیرے کو اس نے ایک قلعے کی شکل دے دی تھی تاکہ ضرورت پڑنے پر وہ اسے شاہی افواج کے مُقابلے میں اپنے اڈّے کے طور پر استعمال کر سکے۔ موسیو فوکے کی بہت سی شان دار کوٹھیاں اور محل تھے۔ وہ دونوں ہاتھوں سے دولت لُٹاتا تھا اور خوب فضول خرچی کے مظاہرے کرتا تھا۔ اس کی ان حرکتوں سے بادشاہ اس سے ناراض رہتا تھا اور اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کی فکر میں رہتا تھا۔ دارتنان جانتا تھا کہ اگر موسیو فوکے کو دربار سے نکال دیا گیا تو اس کے ساتھ ارامس بھی ضرور تباہ ہو جائے گا۔ ارامس ہمیشہ ہی سے بُلند عزائم رکھنے والا شخص رہا تھا اور اب ایک کلیسائی عہدے دار بن چکنے کے بعد پوپ بن جانا اُس کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد بن چکا تھا۔ اس طرح اسے بڑے بڑے بادشاہوں اور شہزادوں سے بھی زیادہ اختیارات اور طاقت حاصل ہو جاتی۔ دارتنان نے اُس کے بارے میں

لوگوں کو کہتے سُنا تھا کہ وہ جیسوئیٹ فرقے کا سربراہ بننا چاہتا تھا اور اس فرقے کے لوگ فرانس میں سرکار دربار میں بڑے بُلند عہدوں پر فائز تھے اور بڑی حیثیتوں کے مالک تھے۔ اگر ارامس اُن کا سربراہ بن جاتا تو موسیو فو کے زوال کے بعد وہ شاہی دربار میں کوئی اہم مرتبہ حاصل کر سکتا تھا۔

اپنے دوستوں کے بارے میں سوچتے سوچتے دارتنان اپنی کرسی پر سے اُٹھ کر چلتا ہوا کھڑکی میں آ کر کھڑا ہو گیا۔ اور گلی میں دیکھنے لگا۔ اس وقت گلی میں صرف ایک آدمی چلتا ہوا دِکھائی دے رہا تھا۔ وہ سیاہ رنگ کے لبادے میں ملبوس تھا۔ اس نے سر پر چوڑے چھجےّ کا ہیٹ پہن رکھا تھا۔ جسے اس نے اپنی آنکھوں پر جھکا رکھا تھا۔ وہ آدمی بہت پُر اسرار سا دکھائی دے رہا تھا۔ کھڑکی کے نیچے سے گزرتے ہوئے اس آدمی نے سر اُٹھا کر اوپر دیکھا۔ پھر اپنا سیاہ لبادہ اپنے جسم کے گرد لپیٹتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ دارتنان ایک دم چونک گیا۔ سیاہ لبادے میں ملبوس وہ پُر اسرار شخص اس کا دوست ارامس تھا۔ یقیناً اس سے اسے پہچاننے میں کوئی غَلَطی نہ ہوئی تھی لیکن وہ سیاہ لبادہ کیوں پہنے ہوئے تھا؟ اس کی

نقل و حرکت اتنی پُر اسرار کیوں دکھائی دے رہی تھی؟ اس نے ہیٹ سے اپنے چہرے کو کیوں چھپا رکھا تھا؟ کیا اس وقت وہ کسی خطرناک کام میں مصروف تھا؟ یا کسی قسم کی سازش کر رہا تھا؟ دارتنان کا ذہن اُلجھ گیا۔ وہ تھکا تھکا سا کھڑکی سے ہٹ کر دوبارہ کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔

دوسرا باب

سیاہ لبادے میں ملبوس وہ آدمی چلتا چلتا ایک اونچی دیوار کے ساتھ ساتھ ہوتا ہوا پلیس ڈی گریو کے عقب میں واقع درختوں کے جھنڈ اور گھنی جھاڑیوں میں سے گزرتا ہوا ایک گھر کے دروازے پر جا کر رُک گیا۔ اس نے دروازے پر دستک دی۔ دروازہ کھل گیا اور وہ اندر داخل ہو گیا۔

دس منٹ گزرنے کے بعد ایک خاتون ایک ملازم کے ساتھ اس جگہ پہنچی۔ اس نے دروازے پر دستک دی۔ دروازہ کھُل گیا اور وہ اندر داخل ہو گئی۔ اندر داخل

ہو کر اُس نے اپنے چہرے پر پڑا ہوا نقاب اُٹھا دیا۔ وہ کوئی نوجوان یا خوب صورت خاتون نہ تھی لیکن اس کے رکھ رکھاؤ میں بے حد رُعب و دبدبہ تھا۔ اس کا جسم تیر کی طرح تنا ہوا تھا اور اس کی گردن مغرورانہ انداز میں اکڑی ہوئی تھی۔ جوں ہی وہ ہال میں داخل ہوئی۔ ایک آدمی ہاتھ پھیلائے اس کی طرف بڑھ گیا۔

"شام بخیر ڈچز۔" اس نے کہا۔

"کیسے ہو ارامس۔ کیا حال چال ہے تمہارا۔" ڈچز بولی۔

ارامس اُسے ساتھ لیے ایک کمرے میں داخل ہو گیا۔ وہ کمرہ بڑی خوب صورتی سے سجا ہوا تھا۔ اس کی بُلند کھڑکیوں سے سورج کی کرنیں اندر داخل ہو رہی تھیں جن سے کمرے میں اُجالا ہو رہا تھا۔ وہ دونوں کمرے میں داخل ہو کر کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"آپ کا رقعہ پڑھ کر مُجھے بے حد حیرت ہوئی تھی۔" ارامس نے کہا۔ "آپ جانتی ہیں مادام کہ ہم کئی برسوں سے آپس میں ملاقات نہیں کر سکے۔ لگتا ہے آپ کو کسی معاملے میں میری مدد کی ضرورت ہے۔ اس لیے آپ نے مُجھے یہاں

بلا بھیجا ہے۔"

"مُجھے معلوم ہے کہ تم موسیو فوکے کے دوست ہو۔" مادام ڈی شیو روس نے کہا۔ "اسی لیے تمھیں تلاش کر لینا کوئی مُشکل ثابت نہ ہوا۔ اس نے تمھیں بشپ کے عہدے پر ترقّی دلوائی تھی۔ ہے نا؟ یہ ایک سابق بندوقچی کے لیے واقعی اُس کے شایانِ شان عہدہ تھا۔"

"آپ نے ٹھیک کہا۔" ارامس بولا۔ "آپ کُچھ اپنے بارے میں بتایئے۔ آپ اب زیادہ تر اپنی جاگیر ڈیمپئیر میں رہنے لگی ہیں۔ کیا آپ درباری زندگی سے اُکتا گئی ہیں؟"

"مُجھے اب اپنی جاگیر میں رہنا اچھا لگنے لگا ہے اور اس کے سوا میں اور کُچھ کر بھی نہیں سکتی۔" ڈچز نے کہا۔ "مادر ملکہ ہمیشہ میری دوست رہی ہیں لیکن نوجوان بادشاہ مُجھ سے شدید نفرت کرتا ہے۔ وہ میرا اپنی ماں سے ملنا جلنا بالکل پسند نہیں کرتا۔"

"واقعی مادام؟" ارامس بولا۔ "وہ یہ سب باتیں جانتا تھا۔ مادام ڈی شیو روس جس

کی زبان بہت تیز اور کینہ ور تھی، سالہا سال سے مادر ملکہ کی معتمد مشیر چلی آ رہی تھی۔ اس نے ایک طرح سے گویا مادر ملکہ کو اپنی مُٹھّی میں لے رکھا تھا۔ اگر نوجوان بادشاہ نے اس سے چھٹکارا حاصل کر لیا تھا تو اچھا ہی کیا تھا۔ مگر ارامس نے ڈچز کے سامنے اپنے ان خیالات کا اظہار نہ کیا اور بولا:

"آپ نے شاید کسی ضروری کام سے مُجھے بُلوا بھیجا ہے مادام؟ وہ کام کیا ہے؟"

"میرا خیال ہے ہم دونوں مل کر ایک دوسرے کی مدد کر سکتے ہیں۔ مُجھے ڈیمپئیر کے اخراجات پورے کرنے کے لیے ایک بھاری رقم کی ضرورت ہے۔"

"کتنی؟" ارامس نے روکھائی سے پوچھا۔ "آپ جانتی ہیں کہ میں کوئی امیر آدمی نہیں ہوں۔"

"مُجھے معلوم ہے، لیکن تمہارا دوست تو ایک بہت امیر کبیر شخص ہے۔ میرا مطلب ہے۔ موسیو فوکے۔ وزیرِ خزانہ۔"

"فوکے! مادام وہ تو آدھا تباہ ہو چکا ہے۔ آپ کو کیا معلوم نہیں کہ وہ اب بادشاہ کی

نظروں سے گِر چکا ہے۔"

"بادشاہ کی نظروں سے تو وہ ضرور گِر چکا ہو گا لیکن وہ تباہ ہر گز نہیں ہوا ہے۔ میرے پاس کُچھ ایسے خطوط موجود ہیں جن پر وزیرِ اعظم کارڈینل مزارین کے دستخط موجود ہیں۔ ان خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیو فوکے نے خزانے سے تیرہ ملین فرانک کی خطیر رقم نکلوائی ہے۔ یہ ایک سنگین معاملہ ہے۔ ہے نا؟"

"آپ کو شاید رقم کی بہت ضرورت ہے۔ اس لیے آپ ایسی باتیں کر رہی ہیں۔" ارامس نے کہا۔

"یہی تو بات ہے۔ مُجھے پچاس لاکھ فرانک کی فوری ضرورت ہے۔ تم سے مانگنے کی بجائے میں یہ خطوط استعمال کرتے ہوئے اپنی پرانی دوست مادر ملکہ سے ملنے کی کوشش کروں گی۔ جو یقیناً اِن خطوط کو بادشاہ کو دِکھانا پسند کرے گی۔ ورنہ میں یہ خطوط موسیو کولبرٹ کو جا کر دے دوں گی جو موسیو فوکے کا شدید دُشمن ہے اور چاہتا ہے کہ اس کی بجائے وہ خود فرانس کا وزیرِ خزانہ بن جائے۔"

"مادام۔ آپ جو مناسب سمجھیں کریں۔ موسیو فوکے اگر اپنے آپ کو مُجرم

محسوس کرتا ہے تو وہ ہرگز اِس کا اعتراف نہیں کرے گا۔ وہ آپ کی حرکتوں پر ناراض ضرور ہو گا لیکن اپنے جرم کا ہرگز اعتراف نہیں کرے گا۔ مُجھے تو اِس کا یقین نہیں کہ اس کے پاس اس وقت پچاس لاکھ فرانک بھی موجود ہوں گے۔"

"میرے عزیز ارامس! تُم چاہے کُچھ بھی کہو۔ میں تم سے جو کُچھ کہہ چکی ہوں، وہی کروں گی۔" ڈچز نے کہا اور کرسی سے اُٹھ گئی۔

"تو کیا آپ مادر ملکہ سے موسیو فوکے کی شکایت کرنے جا رہی ہیں؟" اس نے پوچھا۔

"شکایت کرنے؟ نہیں۔ یہ مناسب الفاظ نہیں۔ میں کُچھ اور ہی کروں گی۔"

"بہتر ہے ڈچز۔ جو آپ کی مرضی۔" ارامس بولا۔ "لیکن اگر آپ کو پچاس لاکھ فرانک مل گئے تب بھی آپ کو آئندہ مزید رقم کی ضرورت پڑتی رہے گی۔ اور یہ خطوط تیس یا چالیس لاکھ فرانک سے زیادہ قیمت کے نہیں ہوں گے۔"

"بیچنے والا اپنے مال کی قیمت بہتر جانتا ہے۔" ڈچز نے کہا اور دروازے کی طرف

بڑھ گئی۔

”ذرا رُکیے ڈچز۔ آپ کے پاس ان خطوط کی موجودگی لوگوں کے دِلوں میں شکوک و شبہات پیدا کر دے گی۔ وہ آپ کو جاسوس سمجھنے لگیں گے یا چور۔ مُجھے یقین ہے مادام کہ یہ خطوط جعلی ہوں گے۔ آپ ان کی مدد سے کسی سے بھی کوئی کام نہ نکلوا سکیں گی۔“

”یہ ہم دیکھیں گے۔“ ڈچز بولی۔ ”میں ایک ایسا راز جانتی ہوں جس کی مدد سے مُجھے ملکہ سے اپنا کام نکلوانے میں کوئی دشواری پیش نہ آئے گی۔“

ارامس نے چونک کر اسے گہری نظروں سے دیکھا۔

”آپ کا مطلب اس نوجوان کے بارے میں ہماری حاصل کردہ معلومات سے ہے جو نائس لی سیک میں چھے سال قبل انتقال کر گیا تھا؟“

”انتقال؟“ ڈچز نے قہقہہ لگایا۔ ”تمہیں کیا اس کا یقین ہے؟“

”اگر ایسا نہیں ہے تو پھر وہ اس وقت کہاں ہو سکتا ہے؟“

"بیس تیل کی دیواروں کے پیچھے۔ جہاں اُسے عُمر بھر رہنا ہے۔" ڈچز نے کہا اور دروازے کی طرف مُڑ گئی۔

ارامس نے گھنٹی بجائی اور اس کے لیے دروازہ کھُل گیا۔ اسی وقت چند ملازم شمعیں اُٹھائے ہال میں داخل ہو گئے۔ باہر کے دروازے تک پہنچ کر ارامس نے جھک کر ڈچز کو تعظیم دی۔ ڈچز نے اپنے ملازم کو اشارہ کیا۔ وہ بندوق سنبھالے اُس کے پیچھے ہو لیا۔ اُن کے جانے کے بعد ارامس کمرے میں چلا آیا۔ اس کے پیچھے پیچھے اس کا خادم برنارڈ بھی کمرے میں داخل ہو گیا۔

"ڈچز کا تعاقب کرو برنارڈ۔" ارامس نے اسے ہدایت دی۔ "اور مجُھے آ کر بتاؤ کہ وہ اب کس سے ملنے گئی ہے۔"

تیسرا باب

موسیو کولبرٹ نے جب اس کاغذ پر لکھے ہوئے نام کو پڑھا تو وہ حیران رہ گیا۔ اس نے فوراً ہی وہ کاغذ لانے والے ملازم کو اس نئے مہمان کو اندر لانے کی ہدایت کر دی۔ وہ ملازم فوراً ہی وہاں سے چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد مادام ڈی شیوروس کو ساتھ لیے اندر داخل ہو گیا۔

کولبرٹ نے ڈچز کے لیے اپنے مطالعے کے کمرے کا دروازہ کھول دیا اور اس کے کمرے میں داخل ہونے کے بعد بند کر دیا۔ اس نے ڈچز کو بیٹھنے کے لیے ایک

کرسی پیش کی۔ اس کے بعد وہ مہاگنی کی لکڑی کی بنی ہوئی شان دار میز کے سامنے بچھی کرسی پر جا بیٹھا۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں پھنسا رکھی تھیں۔ تھوڑی دیر تک وہ دونوں خاموشی سے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔

کولبرٹ ایک قدرے بھاری جسم کا توانا آدمی تھا۔ جس کا سر بڑا، بھنویں گھنی اور چہرے کے نقوش معمولی سے تھے۔ اس کی پیشانی چوڑی تھی اور اس کی آنکھیں گہری سیاہ تھیں جو ہر کسی کا بڑی باریک بینی سے جائزہ لیا کرتی تھیں۔ ڈچز کو وہ ایک بے حد چالاک و ہوشیار اور عالی حوصلہ شخص دکھائی دیتا تھا۔ ایسے شخص کو وہ آسانی سے اپنا ہم نوا بنا سکتی تھی اور اپنا مطلب نکال سکتی تھی۔ وہ میز پر تھوڑا سا آگے تک آیا اور بولا:

"مادام۔ کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ آپ نے کیسے تکلیف کی؟"

"میں آپ کے پاس ایک نہایت ضروری کام سے آئی ہوں موسیو۔" ڈچز بولی۔ "یہ ضروری کام آپ سے بھی تعلق رکھتا ہے۔ کیا آپ فرانس کے وزیرِ خزانہ بننا پسند کریں گے؟"

کولبرٹ کُچھ دیر تک اسے گہری نظروں سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے اپنے کندھے جھٹکے اور مُسکرایا۔

"آپ نے صحیح کہا مادام۔ لیکن موسیو فوکے کے ہوتے ہوئے یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟"

"میں آپ کے پاس وہ چیز لائی ہوں جو اس سِلسِلے میں آپ کی مدد کرے گی۔"

"آپ یہ بھی بخوبی جانتی ہوں گی مادام کہ گزشتہ چھے سالوں میں موسیو فوکے پر کئی قسم کے الزامات لگائے گئے ہیں اور اس کا کبھی کُچھ نہیں بگڑ سکا۔"

"اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس پر کبھی کارڈینل مزارین کی جانب سے کوئی الزام نہیں لگایا گیا۔"

"مزارین؟ یہ ناممکن ہے! مُردے کہاں بول سکتے ہیں۔"

"مگر وہ خط تو چھوڑ سکتے ہیں، میرے پاس مزارین کے چھے ایسے خطوط موجود ہیں۔ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ موسی فوکے نے شاہی خزانے سے تقریباً تیرہ

ملین فرانک کی خطیر رقم ناجائز طور پر نکلوائی ہے۔"

کولبرٹ کی آنکھوں میں مسرّت کی چمک پیدا ہو گئی۔

" واقعی مادام؟"

"ہاں بالکل۔ کیا آپ اُنہیں پڑھنا پسند کریں گے موسو کولبرٹ؟"

"ضرور۔ آپ کے پاس ان کی نقول تو ہوں گی؟"

"ہاں۔ میں انہیں اپنے ساتھ لائی ہوں۔" ڈچز نے کہا اور اس نے اپنے لباس کی جیب سے کاغذوں کا ایک چھوٹا سا پلندہ نکال کر موسیو کولبرٹ کی طرف بڑھا دیا۔

موسیو کولبرٹ نے ان کاغذات کو علاحدہ علاحدہ کیا اور بڑے اشتیاق اور دِلچسپی سے اُنہیں پڑھنا شروع کیا۔

"میرے خدا!" اُن کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔ "کیا چیز ہیں یہ خطوط!"

"ان سے موسیو فوکے کا جرم ثابت ہو جاتا ہے۔ ہے نا؟"

”بالکل مادام۔ کارڈینل مزارین نے وہ رقم موسیو فوکے کو دی ہو گی اور اس نے اُسے قومی اخراجات کے سِلسِلے میں صرف کرنے کی بجائے خود استعمال کر لی ہو گی، لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کس قسم کی رقم؟“

”یہ آپ نے درست سوال کیا۔ اگر آپ مُجھ سے ایک سودا کر لیں تو میں آپ کو ساتواں خط بھی دے دوں گی جس میں تمام تفصیلات درج ہیں۔ آپ کو معلوم ہی ہے کہ بادشاہ اب موسیو فوکے کی طرف بد گمان ہو چکا ہے۔ اگر اسے موقع ملا تو وہ اسے ضرور اس کے عہدے سے ہٹا دے گا۔ یہ موقع صرف پچاس لاکھ فرانک میں حاصل ہو سکتا ہے۔“

”بیس لاکھ فرانک میں۔“

ڈچز نے قہقہہ لگایا، اور بولی:

”میرے پاس ایک دوسری تجویز ہے۔ آپ فی الحال مُجھے تیس لاکھ دے دیں اور ملکہ عالیہ سے میری ملاقات کا انتظام کروا دیں۔ وہ اب میری دوست نہیں رہیں لیکن اس ملاقات کے بعد وہ ضرور میرے لیے پھر دوستانہ جذبات محسوس کرنے

لگیں گی۔"

"ملکہ عالیہ آج کل کسی سے بھی ملاقات نہیں کر رہیں۔ وہ علیل ہیں اور ان کی علالت کوئی معمولی قسم کی نہیں۔" موسیو کولبرٹ نے کہا۔

"اگر آپ ملکہ عالیہ سے میری ملاقات کا انتظام کروا دیں۔" ڈچز بولی۔ "تو میں صرف تیس لاکھ فرانک پر قناعت کر لوں گی۔ اگر آپ ایسا نہیں کریں گے تو میں وہ ساتواں خط ہرگز آپ کے حوالے نہیں کروں گی۔"

اتنا کہتے ہوئے وہ اپنی جگہ سے اُٹھ گئی۔ کولبرٹ تھوڑی دیر تک خاموشی سے گہری نظروں سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر بولا:

"مادام میں آپ کی مطلوبہ رقم ابھی ہی آپ کے حوالے کر دیتا ہوں۔ اُمّید ہے اب آپ کو وہ ساتوں خط مُجھے دے دینے میں کوئی تامّل نہ ہو گا۔" یہ کہہ کر اس نے ایک کاغذ پر کُچھ سطریں تحریر کیں اور اسے ڈچز کے حوالے کر دیا۔

ڈچز نے وہ کاغذ تہہ کر کے اپنے لباس کی ایک خفیہ جیب میں رکھ لیا اور ایک

دوسری خفیہ جیب میں سے تہہ کیے ہوئے کاغذوں کا ایک پیکٹ نکال کر موسیو کولبرٹ کی طرف بڑھادیا۔ یہ کاغذ نیلے رنگ کے فیتے سے بندھے ہوئے تھے۔

"یہ اصل خطوط ہیں موسیو کولبرٹ۔ یہ اب آپ کی ملکیت ہیں۔ہاں اب تو آپ کو مُجھے اپنے ہمراہ ملکہ عالیہ کے پاس لے چلنے میں کوئی تامل نہ ہو گا۔"

"یہ مناسب نہیں رہے گا مادام۔"موسیو کولبرٹ نے ایک کاغذ پر کُچھ لکھتے ہوئے کہا۔"اگر ملکہ عالیہ آپ سے ملاقات پر خوش نہ ہوئیں اور انہیں معلوم ہو گیا کہ میں آپ کو اپنے ساتھ محل میں لایا تھا تو شاید مُجھے کبھی معاف نہ کیا جائے۔ مُجھے بتائیے کہ آپ ان کلیسائی خواتین کو کیا کہتی ہیں جو بروز میں رہتی ہیں۔ اور ہر قسم کے علاج معالجے کی ماہر سمجھی جاتی ہیں؟"

"بیگوائن کیوں؟"

"بہت خوب۔ آپ یوں ظاہر کیجیے کہ آپ بھی ایک بیگوائن ہیں۔ میں آپ کو ایک خط دیتا ہوں۔ جس میں درج ہو گا کہ آپ ایک بیگوائن ہیں اور ملکہ عالیہ کے علاج کے لیے تشریف لائی ہیں۔ یہ رہا مادام آپ کا تعارفی خط۔"

اس نے وہ خط ڈچز کے حوالے کیا اور کرسی سے اُٹھ کر اسے جھک کر تعظیم دی۔ اس نے متشکّرانہ سر کو جنبش دی اور کمرے سے باہر نکل گئی۔ اس کے کمرے سے جاتے ہی کولبرٹ نے دروازہ بند کیا۔

”یہ سات خط۔“ وہ بڑبڑایا۔ ”فرانس کے طاقت ور ترین آدمی کو تباہ کر دیں گے۔“

چوتھا باب

مادر ملکہ اس وقت اپنی خواب گاہ میں موجود تھی اور اپنی دو خاص ملازماؤں سے باتیں کر رہی تھی۔ اسی وقت دروازہ کھلا اور ایک بوڑھی ملازم عورت تقریباً دوڑتی ہوئی کمرے میں داخل ہو گئی اور چلا چلا کر کہنے لگی:

"ملکہ عالیہ اب تن درست ہو جائیں گی! ملکہ عالیہ کی بیماری اب ختم ہو جائے گی!"

"کس طرح؟ یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟" ملکہ نے پوچھا۔

”ملکہ عالیہ ایک خاتون آئی ہے۔ فلانڈرز سے۔ وہ آپ کا علاج کرے گی۔ اس کے علاج سے آپ ضرور بہ ضرور صحت مند ہو جائیں گی۔“

”اچھا! جاؤ مولینا اسے اندر لے آؤ۔“ ملکہ خوش ہوتے ہوئے بولی۔

”میں خود ہی اندر آ جاتی ہوں۔“ دروازے کی طرف سے آواز آئی اور ایک عورت اندر داخل ہو گئی۔ اس نے اپنے چہرے پر نقاب ڈال رکھی تھی۔ اسے دیکھتے ہی کنیزیں اور خادمائیں اِدھر اُدھر ہٹ گئیں۔

”میں بروز کی ایک بیگوائن ہوں۔“ اس نقاب پوش عورت نے کہا۔ ”میرے پاس ملکہ عالیہ کی بیماری کا شافی علاج موجود ہے۔“

”بتاؤ۔“ ملکہ نے کہا۔

”میں یہ تنہائی ہی میں بتا سکوں گی ملکہ عالیہ۔“ اس عورت نے نرمی سے کہا۔

ملکہ نے کمرے میں موجود عورتوں کی طرف دیکھا۔ وہ فوراً ہی کمرے سے باہر چلی گئیں۔ وہ نقاب پوش عورت ملکہ کے قریب آ کر تعظیماً تھوڑا سا جھکی۔ اس کی

آنکھیں نقاب کے پیچھے بھی چمکتی ہوئی دِکھائی دے رہی تھیں۔ ملکہ اُسے اُلجھن بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"مُجھے اُمّید ہے کہ تمہارے علاج سے میں تن درست ہو جاؤں گی۔ بروز کی معالج عورتوں کی میں نے بہت شہرت سُنی ہے۔" ملکہ نے کہا۔

"آپ کی بیماری لاعلاج نہیں ہے ملکہ عالیہ۔" وہ عورت بولی۔ "آپ میرے علاج پر بھروسہ رکھیں۔"

اس عورت نے یہ بات اس طرح کہی جیسے وہ اپنی ہی کسی ہم مرتبہ عورت سے مخاطب ہو۔ ملکہ عالیہ کو ایک دم غصّہ آگیا۔ وہ بولی:

"تُم نہیں جانتیں کہ کسی کو بھی شاہی خاندان کے کسی فرد کے سامنے چہرے پر نقاب ڈال کر ملاقات کرنے کی اجازت نہیں۔"

"یہ میں نے عہد کر رکھا ہے مادام کہ میں جن لوگوں کا علاج کروں گی اُنہیں کبھی اپنا چہرہ نہ دکھاؤں گی۔ آپ کو چوں کہ اس پر اعتراض ہے۔ اس لیے میں یہاں

سے رُخصت ہوتی ہوں۔ اجازت دیجیے۔"

ملکہ نے ہاتھ کے اشارے سے اُسے جانے سے روک دیا۔ اس کا غصّہ اور شک دور ہو چکا تھا۔ اور اس کی جگہ اب تجسس نے لے لی تھی۔

"ٹھہرو!" وہ تیزی سے بولی۔ "میں چاہتی ہوں کہ تم میری اس بیماری کا علاج کرو جس نے میرے جسم کو جکڑ رکھا ہے۔"

"آپ کے جسم کو؟ نہیں مادام۔ آپ کی بیماری جسمانی نہیں ذہنی ہے۔"

"ذہنی؟ یعنی میں دماغی طور پر علیل ہوں؟" ملکہ حیرت سے بولی۔ پھر وہ ایک دم ہی شدید طیش میں آ گئی اور اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ "اس کی وضاحت کرو۔ فوراً۔"

"ناراض نہ ہوئیے مادام۔" اس عورت نے نرمی سے کہا۔ "میں یہاں ایک دوست کی حیثیت سے آئی ہوں۔"

"میں تمہارا مطلب نہیں سمجھی۔" ملکہ نے کہا۔

"میں آپ کو بتاتی ہوں مادام۔ آپ کو بہ خوبی یاد ہو گا کہ موجودہ شہنشاہ فرانس ۵ ستمبر ۱۶۳۸ء کو دِن کے سوا گیارہ بجے پیدا ہوئے تھے۔"

کسی خیال سے ملکہ کی رنگت ایک دم زرد پڑ گئی اور وہ بے جان سی اپنی کرسی میں گر گئی۔

"ہاں۔" اس نے بیٹھی ہوئی آواز میں کہا۔

"اور ساڑھے بارہ بجے اس نومولود بچّے کے تخت فرانس کا وارث ہونے کا اعلان کیا گیا تھا۔" اس عورت نے کہا۔

"یہ بھی درست ہے۔" ملکہ بڑبڑائی۔

"اس موقع پر ایک دایہ، بادشاہ کا خصوصی معالج بو وارڈ، سرجن ہانور اور دربار سے تعلّق رکھنے والی ایک معزّز خاتون جو آپ کی دوست تھی، آپ کے پاس موجود تھے۔ یہ لوگ آپ کے تین بجے سے لے کر گیارہ بجے تک سوتے رہنے کے دوران محل میں موجود رہتے تھے۔"

"ہاں ہاں۔ یہ تو سب کو معلوم ہے۔"

"اب میں اس بات کی طرف آ رہی ہوں جو بہت کم لوگوں کو معلوم ہے بلکہ صرف دو ہی اشخاص اس راز سے واقف ہے۔ آپ کا راز اس وجہ سے پوشیدہ رہا کہ اس دِن دارالحکومت میں اسٹیج کیے جانے والے ڈرامے کے بیشتر اداکار قتل کر دیے گئے تھے۔ آپ کے شوہر آنجہانی لوئی سیز دہم اب اپنے آباؤ اجداد کے ہمراہ اپنی قبر میں آرام کر رہے ہیں۔ ان کے انتقال کے تھوڑے عرصے بعد وہ دایہ، سرجن اور معالج بھی انتقال کر گئے اور آپ کی دوست، دربار سے تعلّق رکھنے والی اس معزّز خاتون کو دربار سے نکال دیا گیا اور آپ اسے بھول بھال گئیں۔"

ملکہ نے کُچھ کہنے کے لیے منہ کھولا لیکن اس کے حلق سے کوئی آواز نہ نکل سکی۔ اس نے اپنے ٹھنڈے کپکپائے ہاتھوں سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا جو پسینے سے بھیگا ہوا تھا۔

"اس شام آٹھ بجے۔۔۔" وہ عورت کہنے لگی۔ "شہنشاہ معظم بڑے مسرور اور

شاداں کھانے کی میز پر بیٹھے تھے۔ ان کے حکم پر ولی عہد کی پیدائش پر شان دار جشن برپا کیا گیا تھا جس میں خوب خوشیاں منائی جارہی تھیں اور شراب پانی کی طرح چڑھائی جارہی تھی۔ محل کے باہر عوام کے پُرجوش ہجوم مسرّت بھرے نعرے لگانے اور اپنے محبوب حکمران سے اظہارِ عقیدت کرنے جمع تھے۔ آپ کے رہائشی کمرے میں ولی عہد فرانس اپنی نرس کی گود میں سو رہا تھا۔ اسی وقت آپ نے ایک درد بھری چیخ بلند کی۔ دایہ دوڑ کر آپ کے پاس پہنچی۔ اس نے آپ سے کُچھ سوالات پوچھے، آپ کا معائنہ کیا۔ پھر ایک حیرت بھری چیخ بلند کی۔ پھر تھوڑی دیر بعد بادشاہ کا معالج ان کے پاس پہنچا اور سرگوشی میں ان سے کہا: ''شہنشاہ معظم۔ ملکہ عالیہ کو بے حد مسرّت ہوگی اگر آپ چل کر اُنہیں دیکھ لیں۔'' بادشاہ خوشی خوشی آپ کے پاس چلے آئے۔ جہاں آپ کی اس راز دان دوست نے ایک دوسرا شہزادہ، جو ایک بے حد خوب صورت اور صحت مند بچّہ تھا، انہیں دِکھایا۔''

اس عورت نے کہتے کہتے رُک کر ملکہ پر ایک گہری نظر ڈالی۔ ملکہ کے جسم پر

شدید لرزہ طاری تھا۔ اس کی رنگت بے حد پیلی پڑی ہوئی تھی۔

"اس دوسرے بیٹے کی پیدائش نے بادشاہ کو دوگنی مسرّت بخشی لیکن ان کی یہ مسرّت، یہ خوشی، فخر و غرور زیادہ دیر قائم نہ رہ سکے۔" وہ عورت سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہنے لگی۔ "جب وزیرِ اعظم کارڈینل ریشلو کو محل میں لایا گیا اور اُسے اِن جڑواں بیٹوں کی پیدائش کی خبر دی گئی تو وہ شدید پریشان ہو گیا۔ اس نے کہا کہ فرانس میں دو بھائی بیک وقت ڈافن (ولی عہد) نہیں بن سکتے تھے۔ کیا آپ کو اس کے الفاظ یاد ہیں مادام؟ ایک شہزادے کا مطلب ہے ملک کی سلامتی، بہتری، قوّت و طاقت اور خوش حالی، امن و چین اور دو حریف شہزادوں کا مطلب ہے خانہ جنگی، کشت و خون، اندھیر نگری، بدحالی بدامنی۔"

بادشاہ بھی مان گئے کہ کارڈینل واقعی صحیح کہہ رہا تھا۔ تخت فرانس کا صرف ایک ہی وارث ہونا چاہیے۔ اُنھوں نے ملکہ عالیہ کو بتایا کہ ان کے دوسرے بیٹے کو اُن سے جدا کر کے کہیں دور بھیج دیا جائے گا اور اس کی پیدائش کے راز کو ہمیشہ سب سے پوشیدہ رکھا جائے گا۔ چناں چہ اس شہزادے کو ملکہ عالیہ کی اس معتمد ساتھی

کے ہمراہ نائس لی سیک بھجوا دیا گیا۔ اسے راتوں رات بندوقچیوں کی نگرانی میں وہاں پہنچا دیا گیا تھا۔ ان بندوقچیوں کے کپتان کا نام ارامس تھا۔ اپنے اس بچّے سے جدائی پر ملکہ عالیہ بہت روئی چلائی تھیں۔"

ملکہ ایک دم کرسی سے اُٹھ گئی۔ اس کے چہرے پر موت کی سی زردی پھیلی ہوئی تھی۔ اس کا جسم کپکپا رہا تھا۔

"تم بہت زیادہ جانتی ہو۔" اس نے بیٹھی بیٹھی سی بھاری آواز میں کہا۔ "تم مملکت کے ایک انتہائی خطرناک اور اہم راز سے واقف ہو۔ جن لوگوں نے تمہیں اس راز سے آگاہ کیا ہے۔ وہ غدّار اور واجب القتل ہیں لیکن تم ہو کون؟ میں حکم دیتی ہوں کہ اپنا یہ سیاہ نقاب فوراً اُتار دو ورنہ میں اپنے سپاہیوں کو تمہاری گرفتاری کا حکم دینے پر مجبور ہو جاؤں گی۔ اس خیال میں نہ رہنا کہ میں تمہاری باتوں سے خوف زدہ ہو گئی ہوں۔"

اس عورت نے فوراً ہی اپنے چہرے پر سے نقاب ہٹا دیا اور بولی:

"مادام۔ اپنی اس دوست کے خلوص اور محبّت کی قدر کیجیے۔ جسے آپ عرصہ ہوا

بھلا بیٹھی ہیں۔"

ملکہ نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے کی رنگت متغیّر ہو گئی۔

"مادام ڈی شیوروس۔" اس نے پھنسی پھنسی آواز میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں سے بے تحاشا آنسو بہنے لگے۔

"واقعی یہ میرا قصور ہے۔" بالآخر اس نے کہا۔ "میں اتنے عرصے سے تمہیں بھلائے رہی۔"

"نہیں مادام۔ یہ آپ کا قصور ہر گز نہیں۔ میں جانتی ہوں کہ نوجوان بادشاہ بھی اپنے والد کی طرح مُجھ سے شدید نفرت کرتے ہیں۔"

"میں۔۔۔ میں اِس کو نہیں جھٹلا سکتی۔" ملکہ نے کہا۔ "لیکن تُم نے یہاں آکر اچھا کیا۔ اس طرح مجھے یہ معلوم ہو گیا کہ تم ابھی تک زندہ ہو۔ ورنہ مُجھے تمھارے بارے میں یہی بتایا جاتا رہا تھا کہ تم عرصہ ہوا انتقال کر چکی ہو۔"

مادام ڈی شیوروس نے اس بات پر بہت صدمہ اور دُکھ محسوس کیا۔ وہ ملکہ کو

دیکھتے ہوئے اداسی سے مُسکرائی۔ ملکہ کا ذہن اس وقت ماضی میں بھٹک رہا تھا۔ مادام ڈی شیوروس اپنی اسکیم کو آگے بڑھتے دیکھ رہی تھی۔ پھر ملکہ نے ایک سرد آہ بھری۔

"بے چارہ بچّہ۔ میں کبھی نہیں بھول سکتی۔ بے چارہ کیسے افسوس ناک حالات میں ختم ہو گیا۔"

"آپ کا مطلب ہے ملکہ عالیہ کہ وہ انتقال کر چکا ہے؟" ڈچز نے پوچھا۔

"ہاں۔ نائس لی سیک میں۔ وہ وہاں مختصر سی علالت کے بعد انتقال کر گیا۔ اس وقت اس کا ٹیوٹر اُس کے پاس ہی موجود تھا۔ اس کی موت کے بعد وہ بھی زیادہ عرصہ زندہ نہ رہ سکا۔"

"یہ عجیب ہی بات لگتی ہے۔" مادام ڈی شیوروس بولی۔ "چند سال قبل جب میں نے نائس لی سیک جا کر اس شہزادے کے بارے میں دریافت کیا تھا تو مُجھے بتایا گیا تھا کہ وہ وہاں بخیر و عافیت زندگی کے دِن گزار رہا تھا۔ اس کا انتقال ہرگز نہ ہوا تھا۔"

"اُنہوں نے اس کے بارے میں کیا کہا تھا؟"

" اُنہوں نے کہا تھا کہ ١٦٤٥ کی ایک شام ایک بُلند مرتبہ نقاب پوش خاتون ایک گھوڑا گاڑی میں وہاں پہنچی تھی اور بچے اور اُس کے ٹیوٹر کو وہاں چھوڑ گئی تھی۔ "

"آہ! کاش وہ اس وقت زندہ ہو۔" ملکہ دُکھ سے بولی۔ "اگر وہ اس وقت زندہ ہوا تو وہ بھی ایک خوب صورت نوجوان بن چکا ہو گا۔"

"اور وہ اپنے بھائی موجودہ بادشاہ کا ہم شکل بھی ہو گا۔" مادام ڈی شیوروس بولی۔ "آپ ملکہ عالیہ میرا خیال ہے کافی تھک چکی ہوں گی۔ لہٰذا اب مُجھے یہاں سے رخصت ہو جانا چاہیے۔"

"ٹھہرو ڈچز۔" ملکہ بولی۔ "میں سوچتی ہوں کہ تُم سے بڑھ کر کسی نے میرا بھلا نہیں چاہا۔ نہ مُجھ سے ایسی محبّت کی ہے۔"

"ملکہ عالیہ کی یہ بے پناہ کرم فرمائی ہے۔"

"نہیں میں تو تمہارے لیے کبھی کُچھ کر ہی نہیں سکی۔ تم بتاؤ میں تمھارے لیے کیا

کر سکتی ہوں۔"

ڈچز نے یوں ظاہر کیا گویا وہ کسی اُلجھن یا تحیّر میں پڑ گئی ہو۔ پھر اس نے کہا:

"کیا ملکہ عالیہ ڈیمپئیر آ کر مجھے عزّت افزائی کا موقع دیں گی؟ آپ کی تشریف آوری میرے لیے باعث صد افتخار و مسرت ہو گی۔"

"ہاں ضرور۔ میں ضرور وہاں آؤں گی۔" ملکہ نے کہا۔

"میں چاہتی ہوں ملکہ عالیہ کہ آپ وہاں تشریف لانے میں کم از کم دو ہفتے کا توقف ضرور فرمائیں۔" ڈچز بولی۔

"ضرور لیکن کیوں؟"

"اس لیے کہ۔۔۔" ڈچز کہنے لگی۔ "میں چوں کہ دربار شاہی سے نکال دی جا چکی ہوں۔ اس لیے کوئی بھی مجھے ڈیمپئیر کی ضروری مرمّت و آراستگی کے لیے دس لاکھ فرانک قرض دینے کو تیّار نہیں، اگر یہ بات سب کو معلوم ہو جائے کہ مجھے اِس رقم کی اس لیے ضرورت ہے کہ ملکہ عالیہ ڈیمپئیر آنے والی ہیں تو مجھے کسی

سے قرض حاصل کرنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئے گی۔"

"اچھا۔" ملکہ نے سر کو آہستہ آہستہ جنبش دی۔ "دس لاکھ فرانک۔ یہ رقم تم مُجھ سے لے سکتی ہو ڈچز۔"

"نہیں نہیں۔ میں ایسا نہیں کر سکتی ملکہ عالیہ۔"

"وہ میز یہاں لا کر رکھو۔ میں تمہارے لیے ایک حکم نامہ تیّار کرتی ہوں۔"

ملکہ نے ایک کاغذ پر حکم نامہ تیّار کیا اور ڈچز کو تھما دیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد جب مادام ڈی شیوروس چُپ چپاتے شاہی محل کے عقبی حصّے سے باہر نکلی تو وہ بہت مطمئن اور مسرور دِکھائی دے رہی تھی۔

پانچواں باب

جس وقت مادام ڈی شیوروس شاہی محل سے باہر نکلی، اس وقت موسیو فوکے کی پیرس میں واقع رہائش گاہ میں ایک شان دار دعوت ہو رہی تھی۔ اِس دعوت میں مہمانوں کی بھاری تعداد مدعو تھی۔ کھانے کی لمبی چوڑی شان دار میز پر رنگا رنگ پھولوں کے گُل دستے سجے تھے۔ اور سونے چاندی کے قیمتی برتن آراستہ تھے۔

اسی وقت محل کے باہر ایک گھوڑا گاڑی آکر رُکی۔ موسیو فوکے نے اُس کی آواز کو

بڑی توجّہ سے سُنا اور مُنتظر نظروں سے دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔

"موسیو ڈی آر بلے۔ بشپ آف وانز تشریف لائے ہیں۔" حاجب نے اندر داخل ہو کر اعلان کیا۔ اس کے ساتھ ہی سنجیدہ صورت ارامس اندر داخل ہو گیا۔

موسیو فوکے فوراً اُس کے استقبال کو لپکا۔

"میرے عزیز ارامس۔ آؤ تم بھی اس دعوت میں شرکت کرو۔ مُجھے بے حد خوشی ہے کہ تُم اِس موقع پر یہاں آئے۔"

"موسیو!" ارامس بولا۔ "آپ کا شکریہ، لیکن میں اِس وقت ایک اہم کام سے آپ کے پاس آیا ہوں۔ اگر آپ تخلیے میں کُچھ وقت دے سکیں تو آپ کی بہت مہربانی ہو گی۔"

"ہاں چلو۔" موسیو فوکے بولا اور اُس کا بازو تھامے اُسے اپنے مطالعے کے کمرے میں لے آیا۔ اندر داخل ہو کر اس نے دروازہ بند کر دیا اور بولا:

"تمہارے چہرے کے تاثرات بتا رہے ہیں کہ تُم کوئی اچھّی خبر لے کر یہاں نہیں

آ ئے۔“

”مادام ڈی شیوروس مُجھ سے ملنے آئی تھیں۔“

”وہ بوڑھی ڈچز؟ اُس سے مُجھے بھلا کیا نقصان پہنچ سکتا ہے؟“

”وہ آپ سے کُچھ رقم کھینچنا چاہتی ہیں۔ اُن کے پاس کارڈینل مزارین کے کُچھ خط موجود ہیں۔ اِن خطوط میں مزارین نے ایک کروڑ تیس لاکھ فرانک کی رقم کا ذکر کیا ہے۔“

”اوہو۔ اچھّا۔“ موسیو فوکے نے کرسی پر خوب پھیل کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ ”مُجھے یہ رقم بخوبی یاد ہے۔“

”مُجھے یہ جان کر خوشی ہوئی لیکن یہ معاملہ کیا ہے؟“

”بات یہ تھی کہ ایک مرتبہ مزارین کو زرعی ٹیکس میں مراعات کی بدولت ایک کروڑ تیس لاکھ فرانک کا منافع ہوا تھا۔ اُس نے یہ رقم میرے پاس بھجوادی۔ پھر کُچھ عرصہ بعد اس نے مُجھے خط لکھا کہ میں یہ رقم جنگی اخراجات پورے کرنے

کے لیے اسے بھجوادوں۔"

"آپ کے پاس اس کی رسیدیں موجود ہیں؟"

"ہاں۔" موسیو فوکے نے کہا اور کرسی پر سے اُٹھ کر کمرے میں رکھی ایک شان دار الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس الماری پر سونے کے نقش و نگار بنے ہوئے تھے جن میں موتی ٹکے ہوئے تھے۔ اس کے نچلے حصے میں دراز بنے تھے۔

اس نے ایک دراز کھول کر کاغذات کے پلندے کو ٹٹولا۔

"میں نے وہ کاغذات اسی دراز میں رکھے ہوئے تھے۔ وہ ایک بنڈل کی صورت میں تھے اور کُچھ کے تڑے مڑے سے تھے۔ ان پر مزارین نے اپنے ہاتھوں سے تاریخیں ڈال کر ان پر گول دائروں کی صورت میں نشانات لگائے تھے۔ ارے! یہ کاغذات کہاں گئے؟ ہاں یہ رہے۔" اس نے دراز میں سے ایک بنڈل باہر نکالا اور اُن کاغذات کو الٹ پلٹ کر دیکھا۔ "یہ وہ کاغذات تو ہرگز نہیں۔"

" آپ دوسری درازوں میں دیکھ لیجیے۔" ارامس نے تیزی سے کہا۔

”اِس کا کوئی فائدہ نہیں۔ ان درازوں کو سوائے میرے کوئی نہیں کھول سکتا۔ خصوصاً اِس دراز کو تو کوئی بھی ہاتھ نہیں لگا سکتا۔“ موسیو فوکے پریشان ہو کر بولا۔

”پھر آپ کا کیا خیال ہے۔ وہ خطوط کہاں جاسکتے ہیں؟“ ارامس بولا۔

”مزارین کے خطوط اِس جگہ سے چوری ہو چکے ہیں۔ مادام ڈی شیوروس یہ کہنے میں حق بجانب ہیں ارامس کہ میں چور ہوں۔ کیوں کہ اب میں کُچھ بھی ثابت نہیں کر سکتا۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ ڈچز نے ان خطوط کے ساتھ کیا کیا ہو گا؟“

”میں نے ان کا تعاقب کروایا تھا۔ وہ مُجھ سے ملنے کے بعد سیدھی موسیو کولبرٹ کے گھر گئی تھیں۔“

”میرے خدا!“ موسیو فوکے چلّایا۔ اُس کے چہرے کی رنگت ایک دم ہی زرد پڑ گئی۔ ”میں تو تباہ ہو گیا۔“

”آپ بھول رہے ہیں کہ جب تک کسی معاملے کو عدالت اعلا میں نہ لایا جائے اُس

پر قانونی کارروائی نہیں کی جاسکتی اور آپ پر وکیورر جنرل کا عہدہ رکھتے ہیں۔"

"نہیں۔ میں اب پر وکیورر جنرل نہیں رہا۔"

یہ بات سنتے ہی ارامس کے چہرے کی رنگت ایک دم زرد پڑ گئی۔ اس نے بیٹھی ہوئی آواز میں پوچھا۔ "کب سے؟"

"چند گھنٹے ہوئے۔ میں نے یہ عہدہ کُچھ دیر ہوئی چودہ ہزار فرانک میں فروخت کر دیا ہے۔ تُم جانتے ہو میرے دوست کہ مُجھے ہر وقت روپے پیسے کی ضرورت رہتی ہے۔"

"آپ نے یہ عہدہ کس کے ہاتھ فروخت کیا ہے؟" ارامس نے پوچھا۔

"پارلیمنٹ کے ایک کونسلر کے ہاتھ، اس کا نام ڈینل ہے۔"

ارامس کے چہرے کی رنگت اور بھی زیادہ پیلی پڑ گئی۔

"ڈِنیل! یہ شخص کولبرٹ کا جگری دوست ہے۔"

فوکے کا چہرہ پسینے سے بھاگ رہا تھا۔

”آہ میں تو تباہ ہو گیا! میں تو بالکل برباد ہو گیا! میں اب کیا کروں؟ کیا کہیں بھاگ جاؤں؟ کیا مجُھے اتنی مہلت مل سکے گی؟“

”نہیں؟“ ارامس سختی سے بولا۔ ”میرے ذہن میں ایک خیال موجود ہے۔ آپ نے اپنی واکس میں دی ہوئی دعوت میں میرے ساتھ ایک موضوع پر بات کی تھی۔ کیا آپ کو وہ یاد ہے؟“

”ہاں۔“ موسیو فوکے نے کُچھ حیرت زدہ ہوتے ہوئے کہا۔ ”لیکن یہ اس وقت کی بات ہے جب میری پوزیشن محفوظ تھی۔“

”اس وقت اس دعوت میں بادشاہ بھی مدعو تھے۔“ ارامس بولا۔ ”اب آپ ایسا کیجیے کہ وقت ضائع کیے بغیر واکس میں ایک ضیافت کا انتظام کیجیے۔“

”ارامس! کیا تُم پاگل ہو گئے ہو؟ اس کے لیے تو مجُھے چالیس یا پچاس لاکھ فرانک کی ضرورت پڑے گی۔“

”ہاں یہ تو ہو گا۔ اگر یہ بادشاہ کے لیے دی جائے اور اس میں نہایت شان و

شوکت کا مظاہرہ بھی کیا جائے۔"

"ایسی صورت میں مُجھے ایک کروڑ بیس لاکھ فرانک خرچ کرنے ہوں گے لیکن اتنی رقم مُجھے بھلا کہاں سے حاصل ہو سکے گی؟"

"آپ اس کی فکر مت کیجیے۔ رقم بس آپ کو ملا ہی چاہتی ہے۔"

"عجیب باتیں کر رہے ہو تم ارامس؟" موسیو فوکے فرطِ حیرت سے چکرائے جا رہے تھے۔ "جانے تُم میرے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہو؟"

"میں آپ کو اِس مُصیبت سے نکالنا چاہتا ہو جو جلد ہی آپ کے گلے پڑنے والی ہے، آپ بس مُجھ پر بھروسہ رکھیے۔"

"وہ تو مُجھے ہے لیکن پھر بھی میں نہیں سمجھ سکا کہ۔۔۔۔"

"آپ بس میری باتیں سُنتے جایئے۔" ارامس بولا۔ "جب آپ ضیافت کا انتظام کرنے لگیں تو مُجھے اپنا منیجر یا اسٹیوارڈ بنا دیجیے۔ میں لوگوں کا خیال رکھوں گا۔ اُن کے لیے کمروں کا چناؤ کروں گا اور دروازوں کی چابیاں اپنے پاس رکھوں گا۔ آپ

دوسرے ملازموں کو جو احکامات جاری کریں گے، میری معرفت جاری کریں گے۔ سمجھے آپ؟"

"ہاں۔ لیکن میرے دوست۔"

"رہنے دیجیے بس اتنا ہی کافی ہے۔ اب جایئے اور مہمانوں کی فہرست تیّار کیجیے۔ ہم بادشاہ کے ٹھیرنے کا انتظام مورفیوس کی خواب گاہ میں کریں گے اور میں اُس کے اوپر نیلے کمرے میں قیام کروں گا۔ اِن کمروں کے راز سے کوئی بھی آگاہ نہیں۔"

"ہاں۔ وہاں سے بادشاہ کو اغوا بھی کیا جا سکتا ہے۔" موسیو فوکے نے ہنس کر کہا۔

ارامس نے بھی قہقہہ لگایا۔

"ہاں بالکل۔ اور اِس کی کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہو سکتی۔"

چھٹا باب

اگلی صُبح جب بادشاہ دیہات میں سیر کرنے کے بعد واپس آیا تو اس نے موسیو فوکے کو ملاقات کا منتظر پایا۔ غلام گردش میں موسیو کولبرٹ کھڑا تھا۔ بادشاہ کے اندر داخل ہوتے ہی وہ کسی سائے کی طرح اس کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ فوکے کی نظر جب اپنے اس دُشمن پر پڑی تو اس نے کسی قسم کا ردِّ عمل ظاہر نہ کیا۔ اسے اپنے اس دُشمن کی آنکھوں میں اپنے لیے شدید نفرت اور حسد کی آگ بھڑکتی دکھائی دے رہی تھی۔ اس نے آگے بڑھ کر جھک کر بادشاہ کو تعظیم دی۔

”شہنشاہِ معظّم۔“ اس نے کہا۔ ”آپ کو دیکھتے ہوئے معلوم ہو رہا ہے کہ آپ اپنی سیر سے پوری طرح سے لُطف اندوز ہوئے ہیں۔“

”ہاں بہت۔“ نوجوان بادشاہ نے کہا۔ ”دیہات کی سیر مُجھے ہمیشہ لطف دیا کرتی ہے۔“

”مُجھے آپ کی زبانی یہ جان کر بے حد مسرّت ہوئی شہنشاہِ معظّم۔ آپ نے ایک مرتبہ مُجھ سے وعدہ کیا تھا کہ آپ میرے غریب خانے واکس میں تشریف لا کر وہاں چند روز قیام فرمائیں گے۔ میں آج اس لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ سے عرض کروں کہ آپ حسبِ وعدہ میرے غریب خانے پر تشریف لا کر میری عزّت افزائی فرمائیں۔“

”تُم اس کے لیے کون سا دِن تجویز کرتے ہو؟“

”جو شہنشاہِ معظّم پسند فرمائیں۔“

”بہت خوب۔“ بادشاہ بولا۔ ”اگر میں اگلی اتوار کا دِن تجویز کروں تو کیا یہ مناسب

رہے گا۔"

"جی ہاں۔ اس طرح مجھے شہنشاہِ معظّم کی شایانِ شان میزبانی کی تیّاریوں کے لیے کافی وقت مل جائے گا۔"

"تُم کِن کِن لوگوں کو وہاں مدعو کرو گے؟"

شہنشاہِ معظّم، از راہِ کرم اُن تمام مہمانوں کی فہرست تیّار کروا کر مُجھے دے دیں جنہیں وہ اپنے ہمراہ واکس لانا چاہتے ہیں۔"

"شکریہ موسیو فوکے۔"

فوکے بادشاہ کے سامنے تعظیماً تھوڑا سا جھکا اور وہاں سے رُخصت ہو گیا۔ بادشاہ نے اپنے ذہن میں مہمانوں کی فہرست تیّار کرنی شروع کر دی۔ اُس نے اِس میں کولبرٹ کا نام شامل کیا ہی تھا کہ ایک حاجب کمرے کے دروازے میں نمودار ہوا۔

"کیا بات ہے؟" بادشاہ نے ناخوش گواری سے پوچھا۔ "میں نے تو تمہیں نہیں

بلایا۔“

”شہنشاہِ معظّم۔“ حاجب بولا۔ ”آپ نے حکم دیا تھا کہ جب کبھی بھی موسیو لافیئر آپ سے ملنے آئیں، اُنہیں بلاروک ٹوک اندر آنے دیا جائے۔“

”وہ بہت عرصہ پہلے کی بات تھی۔“ بادشاہ نے کہا۔ ایتھوس کے نام پر اُس کی پیشانی پر شکنیں پڑ گئیں۔

”موسیو لافیئر اِس وقت آپ سے ملاقات کے منتظر ہیں۔“

بادشاہ کے چہرے سے پریشانی جھلکنے لگی۔ اُس نے اپنا ہونٹ چبایا اور موسیو کولبرٹ سے بولا:

”آپ جایئے موسیو کولبرٹ۔ اس کے بعد میں مہمانوں کی فہرست تیّار کرنے کی فرصت چاہوں گا۔“

موسیو کولبرٹ بادشاہ کے سامنے تعظیماً تھوڑا سا جھکا اور کمرے سے نکل گیا۔

بادشاہ مضطربانہ کمرے میں ٹہلنے لگا۔ اُس کے چہرے پر پریشانی اور تفکّر کی جھلک

تھی۔ وہ بخوبی سمجھ رہا تھا کہ ایتھوس کی وہاں آمد کا کیا مقصد ہو سکتا تھا۔ اُس نے اِس سے ملاقات پر ضرور جلاوطن راؤل اور لوئیس ڈی لاویلیئر کا تذکرہ کرنا تھا۔ نوجوان بادشاہ کو آئندہ پیش آنے والی مشکلات کا احساس ہو رہا تھا۔ ایتھوس ایک بے حد نیک نام اور معزّز شخص تھا اور اس سے ملاقات پر بادشاہ ہر قسم کی بدمزگی سے بچنا چاہتا تھا۔ کُچھ دیر سوچتے رہنے کے بعد اس نے حاجب کو ایتھوس کو بلانے کی ہدایت کر دی۔

ایتھوس اس وقت مکمّل درباری لباس میں ملبوس تھا۔ اس کے سینے پر بے شمار تمغے سجے تھے۔ بادشاہ کے بندوقچیوں میں اُسے اب بھی ایک محترم مقام حاصل تھا۔ اُس کے کمرے میں داخل ہوتے ہی بادشاہ مُسکراتا ہوا اُس کی طرف بڑھایا۔ اُس نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا۔ ایتھوس نے تعظیماً جھُک کر اس پر بوسہ دیا۔

"موسیو ڈی لافیئر۔" بادشاہ بولا۔ "تُم اب کبھی کبھار ہی ہم سے ملنے آنے لگے ہو۔ تمہاری اس وقت آمد نے مُجھے بے مسرّت بخشی ہے۔"

"میری خواہش ہے کہ مُجھے ہر دم شہنشاہِ معظّم کے قریب رہنے کی عزّت حاصل

ہو جائے۔" ایتھوس سنجیدگی سے بولا۔

بادشاہ کی مُسکراہٹ غائب ہو گئی۔

"تم شاید پھر اپنی شکایت لے کر آئے ہو؟"

"یہ ایک شکایت ہو سکتی ہے۔ لیکن نہیں۔۔۔ شہنشاہِ معظّم۔ میں آپ کو اپنے اور آپ کے درمیان آج سے سات ماہ قبل ہونے والی وہ ملاقات یاد دِلانے آیا ہوں جس میں میرے بیٹے راؤل کی لوئیس ڈی لا ویلیئر سے شادی کے امکانات زیرِ گُفت گو آئے تھے۔ شہنشاہِ معظّم نے اِس شادی کی اجازت دینے سے انکار کر دیا تھا۔"

"بالکل صحیح۔" بادشاہ خشک لہجے میں بولا۔

"شہنشاہِ معظّم نے اُس وقت یہ اشارہ دیا تھا کہ اس نوجوان خاتون کی سوسائٹی میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اُس کے پاس بہت کم جائیداد ہے۔"

بادشاہ نے اپنے آپ کو کرسی پر ِگرا دیا۔ اُسے ایتھوس کی باتیں بہت گراں گُزر

رہی تھیں مگر وہ اُنھیں سُننے پر مجبور تھا۔

”اور وہ خوب صورت بھی اتنی نہیں۔“ ایتھوس بے رحمی سے بولا۔ یہ الفاظ بادشاہ کے دِل میں تیر بن کر لگے۔ اس نے بے چینی سے کرسی پر پہلو بدلا۔

”تمہاری یادداشت بہت اچھی ہے موسیو۔“ اُس نے سختی سے کہا۔

”جی ہاں۔ شہنشاہِ معظّم۔ مُجھے اِس موقع پر ہونے والی تمام باتیں یاد ہیں۔ میرا بیٹا اُس وقت ایسا دُکھی اور دِل شکستہ ہو رہا ہے کہ میں آپ کے پاس اُس کی شادی کی اجازت لینے آنے کے لیے مجبور ہو گیا ہوں۔“

بادشاہ نے بے صبری سے اپنے ہاتھ آپس میں دبائے۔

”نہیں میں اِس شادی کی اجازت ہرگز نہیں دے سکتا۔“

”کیا میں شہنشاہِ معظّم سے اِس ممانعت کی وجہ پوچھ سکتا ہوں؟“

”وجہ؟ تم مُجھ سے۔۔۔ سوال کرو گے؟“ بادشاہ چلّایا۔

”سوال نہیں۔ مطالبہ۔۔۔ شہنشاہِ معظّم۔“

بادشاہ ایک دم کرسی پر سے اُٹھ گیا۔ اس کی آنکھیں سکڑ گئی تھیں۔ ایتھوس نے دیکھا اس کی آنکھوں سے شدید غصّہ جھلک رہا تھا۔

"موسیو ڈی لافیئر۔" وہ سرد لہجے میں بولا۔ "میرا خیال ہے میں نے تمھیں کافی وقت دے دیا ہے۔"

"اور ابھی تک شہنشاہِ معظّم۔" ایتھوس بولا۔ "میں آپ سے وہ کُچھ نہیں کہہ سکا جس کے لیے میں یہاں آیا ہوں۔"

"میں تمھیں خبردار کرتا ہوں موسیو۔ تم حد سے بڑھتے جا رہے ہو۔"

"ہرگز نہیں شہنشاہِ معظّم، آپ غَلَط سمجھے۔ اگر اس شادی کی اجازت دینے سے انکار میں آپ کی کوئی مصلحت ہے۔"

"میں تمھیں پھر خبردار کرتا ہوں؟"

"اگر میرے بیٹے کو اس شادی سے روکنے سے شہنشاہِ معظّم کا مقصد۔۔۔"

بادشاہ نے غصّے سے اپنا دستانہ اپنے ہاتھ سے اُتار کر فرش پر دے مارا۔

”میڈ موازیل لاویلیئر تمہارے بیٹے سے ہر گز محبّت نہیں کرتی۔“ اس نے بھاری آواز میں کہا۔

”آپ کیا یہ وثوق سے کہہ سکتے ہیں شہنشاہِ معظّم؟“

”ہاں بالکل۔“ بادشاہ نے جھوٹ بولا۔

”ہماری گزشتہ ملاقات کو کُچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا شہنشاہِ معظّم۔ اِس دوران آپ مُجھے اِس افسوس ناک حقیقت سے آگاہ کر سکتے تھے۔“ ایتھوس بادشاہ کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔ ”اگر واقعی ایسا ہی ہے تو میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ ایسی صورت میں آپ کو میرے بیٹے کو برطانیہ جلاوطن رکھنے کی اب کیا ضرورت ہے؟“

بادشاہ اِس وقت شدید اضطراب اور بے چینی محسوس کر رہا تھا۔ اُس نے ہاتھ کے اشارے سے ایتھوس کو جانے کا کہا مگر ایتھوس بدستور اپنی جگہ کھڑا رہا۔

”شہنشاہِ معظّم۔“ وہ کہنے لگا۔ ”آپ کو میری باتیں سُننی ہی پڑیں گی۔ میں نے

آپ کے والد کے لیے خون بہایا ہے۔ آپ کے لیے بھی بڑی قابلِ قدر خدمات انجام دی ہیں۔ اُن کے بدلے میں، میں نے آپ سے کبھی کُچھ بھی نہیں مانگا۔ اب آپ میرے بیٹے کو دھوکہ دے رہے ہیں اور اس سے وہ کُچھ چھین رہے ہیں جو اس کی زندگی کی سب سے بڑی مسرّت ہے۔"

بادشاہ کمرے میں اِدھر اُدھر ٹہل رہا تھا۔ اس نے اپنے ہاتھ اپنے کوٹ کی جیبوں میں ڈال رکھے تھے۔ اس کی گردن غرور سے تنی ہوئی تھی اور اس کی آنکھیں غصّے سے چمک رہی تھیں۔

"جاؤ! نکل جاؤ اس کمرے سے۔" وہ چلّا کر بولا۔

"نہیں! میں یہ کہے بغیر ہرگز نہیں جاؤں گا کہ اے لوئی سیز دہم کے بیٹے! تم نے اپنی حکومت کی ابتدا بڑے غَلَط طریقے سے کی ہے۔ اب میں اور میرا بیٹا تمہاری عزّت و احترام کرنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ تُم نے ہمیں اپنا دُشمن بنالیا ہے۔"

اس نے اپنی تلوار نیام سے نکالی اور اسے اپنے گھٹنے پر رکھ کر توڑ دیا اور تیز تیز چلتا

ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ نوجوان بادشاہ شدید غصّے اور احساسِ ذلّت سے لرزاں کُچھ دیر کھڑا تیز تیز سانسیں لیتا رہا۔ پھر اس نے کمرے میں رکھی ہوئی گھنٹی کو زور زور سے بجایا۔

گھنٹی کی آواز پر حاجب دوڑا دوڑا کمرے میں داخل ہو گیا۔

" جاؤ۔ موسیو دارتنان کو بلا لاؤ۔"

تھوڑی دیر بعد جب دارتنان کمرے میں داخل ہوا تو بادشاہ نے اسے ایک کاغذ تھا دیا۔

"یہ میرا حکم نامہ ہے۔" اس نے بھاری آواز میں کہا۔ "موسیو ڈی لافیئر کی گرفتاری کا۔ اُسے گرفتار کر کے بیس تیل میں قید کر دیا جائے۔"

ساتواں باب

دارتنان اپنے دوست ایتھوس کی رہائش گاہ پر اُس کے سامنے کھڑا تھا۔

"مُجھے معلوم تھا کہ تُم یہاں ضرور آؤ گے۔" ایتھوس بولا۔ "کیا تُم مُجھے گرفتار کرنے آئے ہو؟"

"اور تُم اس کے لیے بالکل تیّار ہو؟"

"ہاں۔ میں نہیں چاہتا کہ تمہیں اِس کام میں دیر ہو جائے۔" ایتھوس مُسکرا کر

بولا۔

دونوں چوڑی چوڑی سیڑھیوں سے نیچے اُتر کر باہر گلی میں چلے گئے۔ وہاں ایک گھوڑا گاڑی کھڑی تھی۔ ایتھوس اُس میں جا بیٹھا۔ دار تنان اُس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔ ان کے بیٹھتے ہی گاڑی چل پڑی۔

"میرا خیال ہے تم مُجھے بیس تیل لے جا رہے ہو۔" ایتھوس نے دریافت کیا۔

"نہیں۔ میں تمہیں وہاں لے جا رہا ہوں جہاں تُم جانا پسند کرو گے۔ یقیناً میرے عزیز ایتھوس کیا تُم یہ سمجھتے ہو کہ میں تمہیں بغیر کسی معقول وجہ کے جیل میں جھونک دینا پسند کروں گا؟ میری بات ذرا غور سے سُنو۔ میں نے تمام منصوبہ ترتیب دے لیا ہے۔ یہ گاڑی بان تمہیں۔۔۔"

ایتھوس مُسکرایا۔ اُس نے سر کو نفی میں جنبش دی اور بولا:

"نہیں۔ مُجھے سیدھا بیس تیل پہنچا دو۔ میں لوگوں کو یہ دِکھانا چاہتا ہوں کہ یہ نوجوان جو شاہی شان و شوکت اور اقتدار میں چور ہے، اپنے اور اپنے باپ کے

وفاداروں سے کس محبت اور نیک دِلی کا برتاؤ کرتا ہے۔"

"کیا تُم سنجیدگی سے یہ سب کُچھ کہہ رہے ہو؟ کیا تُم واقعی بیس تیل جانا چاہتے ہو؟"

"ہاں۔"

"چلو پھر چلیں۔" دارتنان نے کہا اور چلّا کر گاڑی بان کو بیس تیل جانے کی ہدایت کی۔ جب اُن کی گھوڑا گاڑی اس قلعہ نما قید خانے کے احاطے میں داخل ہوئی تو دارتنان چلّایا۔

"ارے! ارے! ذرا اِسے دیکھو!"

اُنہوں نے گاڑی کی کھڑکی سے گورنر ہاؤس کے پھاٹک سے ارامس کو باہر نکلتے دیکھا۔

"میرے خُدا! یہ یہاں کیا کر رہا ہے؟"

"میں نے لوگوں کو کہتے سُنا ہے کہ اُس کی گورنر باسیمو سے بڑی دوستی چل رہی

ہے۔ ایتھوس تُم اپنی گرفتاری کے متعلّق کسی سے کُچھ نہ کہنا۔ سب کُچھ مُجھ پر چھوڑ دو۔"

ان کی گھوڑا گاڑی ایک دوسری گاڑی کے پیچھے جا کر رُک گئی۔ گورنر ہاؤس کے پھاٹک پر ایک ملازم آ کر کھڑا ہو گیا۔

"ہمیں موسیو باسیمو کی طرف لے چلو۔" دارتنان نے اسے ہدایت کی۔

وہ دونوں ملازم کے پیچھے چلتے ہوئے سیڑھیاں چڑھ کر گورنر کے کمرۂ طعام میں داخل ہو گئے۔ وہاں اُنہوں نے ارامس کو میز پر بیٹھے دیکھا۔ سارے کمرے میں اشتہا آور کھانوں کی خوش بُو پھیلی ہوئی تھی۔ اپنے دو پرانے دوستوں پر نظر پڑتے ہی ارامس ایک دم ہی چونک گیا۔ سُرخ اور بھاری جسم والا موسیو باسیمو بھی شدید حیرت زدہ سادِ کھائی دینے لگا۔

"موسیو ڈی باسیمو۔" دارتنان بولا۔ "آپ کو یاد ہی ہو گا کہ آپ نے ایک دِن مُجھے یہاں کھانے پر بُلایا تھا۔"

"میں نے؟" باسیمو چلّا کر بولا۔ اُسے حیرت کا ایک شدید جھٹکا لگا تھا۔

"ہاں جب آپ نے شاہی محل میں مُجھ سے ملاقات کی تھی۔ یاد آیا آپ کو؟"

باسیمو ایک دم پیلا پڑ گیا۔ اُس کے بعد اس کے چہرے کی رنگت ایک دم سُرخ ہو گئی۔ اس نے مُضطرب ہو کر ارامس کی طرف دیکھا۔ پھر جھجکتے جھجکتے بولا:

"یقیناً... یقیناً... مُجھے بہت مسرّت ہے کہ آپ تشریف لائے... لیکن... میں قسمیہ کہتا ہوں کہ... مُجھے اس بارے میں... آہ معاف کیجیے موسیو... میرے عزیز موسیو دارتنان... میں آپ کو یہاں خوش آمدید کہتا ہوں اور ان صاحب کو بھی۔" اس نے خفیف سا جھُک کر ایتھوس کو تعظیم دی۔

"یہ آپ کی بے پناہ کرم فرمائی ہے۔" دارتنان بولا۔ "جب میں یہاں آ رہا تھا تو میری ملاقات کاؤنٹ ڈی لافیئر سے ہو گئی۔ میں اُنہیں اپنے ہمراہ یہاں لے آیا۔ کیا یہ یہاں آپ کے ساتھ شریک طعام ہو سکتے ہیں؟ اتنی دیر میں، میں اپنا اہم کام نمٹا آتا ہوں۔ مُجھے اس میں ایک گھنٹے سے زیادہ وقت نہیں لگے گا۔"

”تو تُم کیا یہاں نہیں رُک رہے؟“ ارامس نے کُچھ تحیّر سے پوچھا۔ ”تُم کیا ہمارے ساتھ کھانے میں شرکت نہیں کروگے؟“

”میں بس ایک گھنٹے میں واپس آ جاؤں گا۔“ دارتنان بولا۔ پھر وہ ایتھوس کی طرف مُڑا اور اُس سے سرگوشی میں کہا۔ ”میرا انتظار کرو اور خوش باش نظر آؤ اور خُدا کے لیے اپنی گرفتاری کا اُن سے تذکرہ ہرگز نہ کرنا۔“

موسیو باسیمو دارتنان کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا پھاٹک تک آن پہنچا۔ وہاں دارتنان اُس سے رُخصت ہو کر اپنی گھوڑا گاڑی میں جا بیٹھا۔

”شاہی محل چلو۔“ اُس نے چیخ کر گاڑی بان سے کہا۔ ”اور نہایت تیزی سے چلاؤ!“

آدھ گھنٹہ بعد بادشاہ نے اپنی میز پر بیٹھے لکھتے لکھتے سر اُٹھا کر جو دیکھا تو اُس نے بندوقچیوں کے کپتان دارتنان کو دروازے میں کھڑے پایا۔

”آہ دارتنان! کہو کام ہو گیا کیا؟“

”جی ہاں شہنشاہِ معظّم۔“

”کاؤنٹ نے کُچھ کہا تھا؟“

”اُس نے کہا تھا کہ اسے اپنے گرفتار کر لیے جانے کی اُمّید تھی۔“

بادشاہ نے نخوت سے سر بُلند کیا۔

”گویا کہ۔۔۔“ اُس نے کہا۔ ”اُس میں ہمیشہ کی طرح بغاوت کے جراثیم اب بھی موجود ہیں۔“

”شہنشاہِ معظّم کی نظروں میں کیا ایک ایسا شخص باغی کہلا سکتا ہے جو خود بیس تیل جا کر وہاں قید ہونے کی خواہش کرے؟“

”کیوں؟“ بادشاہ کی تیوریاں چڑھ گئیں۔ ”کیا میرے پاس اُسے قید کرنے کا کوئی جواز موجود نہیں؟ یہ تُم میرے اقدام پر اعتراض کیوں کر رہے ہو؟ تمہیں ایک باغی سے ایسی ہمدردی کیوں محسوس ہو رہی ہے؟“

”میں اُسے باغی نہیں سمجھتا شہنشاہِ معظّم۔ مُجھے آپ سے اختلاف ہے۔ اس لیے

میں بھی اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کرتا ہوں۔ میرا دوست اِس قید میں اپنے آپ کو بہت تنہا محسوس کرے گا۔ اِس لیے میری رفاقت اُس کے لیے مناسب رہے گی۔"

بادشاہ نے شعلہ بار نظروں سے دارتنان کی طرف دیکھا اور میز پر سے قلم اُٹھا کر اُس کی قید کا حکم نامہ تحریر کیا۔

"یہ تمہاری عمر بھر کی قید کا حکم نامہ ہے!" اُس نے سختی سے کہا۔

"بہتر ہے شہنشاہِ معظّم۔" دارتنان متانت سے بولا۔ "یہ کام کرنے کے بعد مجُھے یقین ہے کہ آپ کبھی میرے چہرے کی طرف نظریں اُٹھا کر نہیں دیکھ سکیں گے۔"

بادشاہ نے زور سے قلم میز پر پٹخ دیا۔

"موسیو! یہاں سے فوراً نکل جاؤ!"

"شہنشاہِ معظّم۔ میں آپ سے نرمی اور متانت سے باتیں کرنے آیا تھا لیکن آپ

شدید غصّے میں آ گئے۔ یہ بات افسوس ناک ہے لیکن میں جو کُچھ کہنا چاہتا ہوں۔ کہوں گا۔"

"کیا تُم یہ چاہتے ہو کہ تُم اپنے دوست کے لیے مُجھ سے معافی حاصل کر لو۔" بادشاہ چلّا کر بولا۔ اُس کی آنکھیں دہکتے ہوئے انگاروں کی طرح سُرخ ہو رہی تھیں۔

"میں آپ کو وہ کُچھ کہنا چاہتا ہوں شہنشاہِ معظّم جو میرا دوست آپ سے نہیں کہہ سکا۔" دارتنان پُر سکون لہجے میں بولا۔ "آپ نے اُس کے بیٹے کو ناکردہ گناہ کے جُرم میں سزا دی جس پر اُس نے اپنے بیٹے کا دفاع کیا۔ وہ ایک بہت معزّز و محترم شخص ہے۔ فرانس کے لیے اُس کی خدمات بے حد وزنی ہیں۔ اُس نے آپ کے والد کے لیے اور آپ کے لیے اپنا خون بہایا ہے لیکن آپ نے اُس کی کوئی قدر نہیں کی بلکہ اُلٹا اُسے بیس تیل بھجوا دیا۔ شہنشاہِ معظّم! آپ اپنے وفاداروں اور جاں نثاروں سے ایسا سلوک کیوں کر رہے ہیں۔ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کے گرد بہادر ایسے معزّز و محترم وفاداروں اور جاں نثاروں کے بجائے گھٹیا اور کم

تر درجے کے لوگ جمع ہوں۔ سپاہی نہیں غلام آپ کے دربار میں جمع ہوں، قابل اور اچھّے لوگوں کی بجائے کٹھ پُتلیاں ہوں۔ بُزدل اور کم ہمّت کُتّوں کی سی فطرت رکھنے والے اُٹھائی گیرے آپ کے سامنے موجود ہوں؟ اگر آپ یہی چاہتے ہیں تو آپ مُجھے بھی بیس تیل بھجوا دیجیے۔ اگر آپ یہ نہیں چاہتے کہ آپ ایک سچّی باتیں سُننے والا حکمران بنیں تو آپ ایک بدترین حکمران ہیں۔ آئندہ آپ اِس سے بھی بدتر اور بُرے حکمران ثابت ہوں گے۔ بُرے حکمرانوں سے لوگ نفرت کرتے ہیں اور بُزدل حکمرانوں سے لوگ چھٹکارا پا لیا کرتے ہیں۔"

بادشاہ نے اپنے آپ کو کرسی پر گِرا دیا۔ وہ سُن سا ہو گیا تھا۔ دارتنان کی باتیں اُسے تیر بن کر اپنے دِل میں پیوست ہوتے محسوس ہو رہی تھیں۔

دارتنان نے اپنی تلوار نیام سے نکالی اور آگے بڑھ کر بادشاہ کے سامنے میز پر رکھ دی۔ بادشاہ نے شدید غصّے کے عالم میں تلوار ایک طرف سِرکا دی۔ وہ میز سے نیچے جاگِری اور دارتنان کے قدموں کے قریب جاگِری۔ دارتنان کے چہرے کی رنگت ایک دم زرد پڑ گئی۔ اُسے شدید غصّے کا ایک گولا سا اپنے دماغ میں اُٹھتا

محسوس ہوا۔

"کسی بادشاہ کو بھی کسی شخص کی اس طرح سے توہین کرنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا شہنشاہِ معظّم!" اس نے خفگی سے کہا اور تلوار زمین پر سے اُٹھا کر اُس کی نوک اپنے دِل کے مقام پر رکھ لی۔

بادشاہ نے بڑی پھرُتی کے ساتھ اپنا ایک بازو دارتنان کی گردن کے گرد کس دیا اور دوسرے ہاتھ سے اُس کی تلوار اُس سے چھین لی اور اسے نیام میں ڈال دیا۔ دارتنان زرد چہرے کے ساتھ سیدھا کھڑا کپکپا رہا تھا۔ اُس نے دوبارہ تلوار بے نیام کرنے کی کوئی کوشش نہ کی۔ بادشاہ خاموشی سے اپنی میز کی طرف بڑھ گیا اور اپنا قلم اُٹھا کر کاغذ پر ایتھوس کی رہائی کا پروانہ تحریر کیا۔

بادشاہ کے ہاتھ سے وہ حکم نامہ لیتے ہوئے دارتنان نے گھٹنوں کے بل جھک کر اُس کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور حکم نامے کو تہہ کر کے اپنی جیب میں ڈال لیا اور تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل آیا۔ اِس وقت اُس کے چہرے پر فاتحانہ مُسکراہٹ رقصاں تھی۔

آٹھواں باب

موسیو باسیمو اور اُس کے مہمان ابھی تک کھانے کی میز پر بیٹھے شراب پی رہے تھے جب باہر دارتنان کی گھوڑا گاڑی کے رُکنے کی آواز سُنائی دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ کمرے میں داخل ہو گیا۔ وہ اِس وقت بہت تھکا ہوا دِکھائی دے رہا تھا۔ ایتھوس نے سوچا کہ شاید اُس کا دوست اُس کے لیے معافی حاصل کرنے شاہی محل گیا تھا اور اب وہاں سے ناکام واپس لوٹا ہے۔ وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا اور دارتنان کو اشارے سے یہ بتانے کی کوشش کی کہ اُسے کس مقصد کے لیے بیس تیل لایا گیا

تھا۔ باسیمو اور ارامس نے حیرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"حقیقت یہ ہے میرے دوستو!" ایتھوس اُن سے مخاطب ہو کر بولا۔ "کہ اِس وقت تمہاری میز پر بیس تیل کا ایک قیدی موجود ہے۔ حکومت کا ایک مُجرم۔"

باسیمو کے حلق سے ایک خوف زدہ سی آواز خارج ہوئی۔ بادشاہ کے ایک مُجرم کے ساتھ کھانا کھانے کے خیال نے اُس کے جسم پر شدید قسم کا لرزہ طاری کر دیا۔

"میرے عزیز ایتھوس۔" ارامس بولا۔ "مُجھے شک تھا کہ تُم نے بادشاہ سے ملاقات کی ہو گی اور یہ ملاقات کُچھ خوش گوار ثابت نہیں ہوئی ہو گی۔"

"ہاں ایسا ہی ہوا تھا۔" ایتھوس متانت سے بولا۔

دارتنان نے اپنی جیب سے دو کاغذات نکالے اور باسیمو کو تھما دیے۔ اُس نے اُنہیں کھولا اور شدید تحیّر اور بے یقینی کے عالم میں اُنہیں پڑھنے لگا۔

"یہ بادشاہ کی طرف سے کاؤنٹ ڈی لا فیئر کی فوری رہائی کا حکم نامہ ہے۔"

"کیا!" ایتھوس حیرت سے چلّایا۔ "بادشاہ نے مُجھے آزاد کر دیا؟"

"تمہیں کیا اِس کا افسوس ہو رہا ہے؟" دارتنان نے ہنس کر کہا۔

"نہیں شاید تمہیں بادشاہ سے یہ حکم نامہ حاصل کرنے میں بڑی مُشکل پیش آئی ہو گی؟" اُنہوں نے پوچھا۔

"ہرگز نہیں۔" دارتنان مُسکرا کر بولا۔ "بادشاہ میری ہر بات فوراً مان جایا کرتے ہیں۔"

ارامس نے غصّہ بھری نظروں سے دارتنان کی طرف دیکھا اور بولا:

"تُم جھوٹ بولتے ہو۔ بادشاہ صرف اپنا ہی خیال کیا کرتے ہیں۔"

ارامس کی اِس بات پر دارتنان کے ابرو اوپر اُٹھ گئے۔ وہ بولا:

"چلو ایتھوس۔ اب میں تمہیں تمہاری رہائش گاہ پر واپس پہنچا دوں۔ کیوں ارامس تُم بھی کیا ہمارے ساتھ چل رہے ہو؟"

"نہیں شکریہ۔" ارامس نے کہا۔ "میری کسی سے ملاقات طے ہے۔" اُس نے

ایتھوس کو معنی خیز نظروں سے دیکھا۔

”میں تُم سے کل ملاقات کروں گا ایتھوس۔ مُجھے تُم سے ایک نہایت اہم معاملے پر گُفت گُو کرنی ہے۔ پارتھوس بھی اِس موقع پر موجود ہو گا۔ میں نے اُسے واکس میں دی جانے والی دعوت میں مدعو کیا ہے۔“

” آہ، وہ ہمارا عزیز دوست پارتھوس۔“ ایتھوس بولا۔ ”اتنے عرصے بعد اُس سے مل کر مجُھے بہت مسرّت ہو گی۔“ اُس نے جھُک کر گورنر کو تعظیم دی۔ ”موسیو ڈی باسیمو۔ اب مجُھے یہاں سے رُخصت ہونے کی اجازت دیجیے۔ میں ایسے بہترین اور لذیذ کھانے کھلانے پر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔“ اُس نے بڑے وقار کے ساتھ حیران و پریشان کھڑے گورنر سے ہاتھ ملایا اور دارتنان کے ساتھ کمرے سے نکل گیا۔ باہر نکل کر وہ اور دارتنان گھوڑا گاڑی میں سوار ہو گئے اور وہاں سے رخصت ہو گئے۔

موسیو باسیمو ابھی تک بادشاہ کے حکم نامے کے کاغذات ہاتھ میں لیے تحیّر زدہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے بڑبڑا رہا تھا کہ آخر بادشاہ نے کیوں کر اتنی جلدی اپنا

ارادہ تبدیل کر لیا کہ ارامس اُس کے پاس چلا آیا۔

"مجھے بتائیے موسیو کہ کیا بیس تیل کے قیدیوں کو ملاقاتیوں سے ملنے کی اجازت ہے۔"

"ملاقاتیوں سے؟" باسیمو نے بوکھلا کر اُس کی طرف دیکھا۔ "یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں موسیو؟"

"کیوں؟ کیا یہاں قیدیوں سے ملنے کوئی نہیں آتا؟"

"کوئی نہیں۔ کبھی نہیں۔"

"اُن سے کیا خفیہ طور پر ملاقاتیں بھی نہیں کی جا سکتیں؟"

"موسیو ڈی آر بلے!"

"ہاں بتائیے۔ آپ جیسے عہدے دار تو اُن قیدیوں سے ملاقاتیں کر سکتے ہوں گے؟"

"ہاں۔ میں اِس سے انکار نہیں کر سکتا۔" باسیمو نے کہا۔ اُس کا چہرہ کسی کاغذ کی

طرح سفید پڑ گیا تھا۔ ”تو کیا۔۔۔ کیا آپ وہاں کسی قیدی سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں؟ آپ جانتے ہیں کہ یہ کام کتنا خطرناک ہے۔ اس میں جان کا خطرہ ہے۔“

اُسی وقت ایک سارجنٹ دروازے پر نمودار ہو گیا۔

”کیا بات ہے؟“ باسیمو نے سختی سے اُس سے دریافت کیا۔

”موسیو! میں آپ کے پاس ڈاکٹر کی رپورٹ لایا ہوں۔“

باسیمو نے اُس کے ہاتھ سے رپورٹ لے لی اور اسے تیزی سے پڑھا اور کرسی میں گِر گیا۔

”بارہ نمبر کا قیدی سخت بیمار ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اُس کے اعترافاتِ گناہ سُننے کے لیے کوئی پادری بھیجا جائے۔ اب میں کیا کہوں؟“ اُس نے بے بسی سے ارامس کی طرف دیکھا۔

”جو آپ پسند کریں۔“ ارامس سرد مہری سے بولا۔ ”میں کوئی گورنر تو نہیں

ہوں۔"

"جاؤ قیدی سے کہہ دو کہ اُس کی درخواست قبول کر لی جاتی ہے۔ باسیمو سارجنٹ سے چلّا کر بولا۔ اِس کے بعد وہ ارامس کی طرف مُڑا:

"موسیو! آپ ایک اعلیٰ کلیسائی عہدے دار ہیں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اُس قیدی کے پاس جا کر اس کے اعترافات گناہ سُن لیجیے۔"

"بہت اچھّا۔ چلیے آپ فوراً اُس کے کمرے تک میری رہ نمائی کیجیے۔"

باسیمو نے ایک لالٹین روشن کی۔ جیلر کو بُلوایا اور اس کو ہمراہ لیے اپنی رہائش گاہ سے باہر نکل آیا۔

وہ ایک خوب صورت ستاروں بھری رات تھی۔ ٹیرس پر تینوں آدمیوں کے قدموں کی آواز تاریکی کا پردۂ سکوت چاک کر رہی تھی۔ جیلر کی کمر سے بندھی چابیاں اُس کے ہر اُٹھتے قدم کے ساتھ جھنجھنا رہی تھیں۔ اپنی کوٹھریوں میں موجود قیدی اِس جھنجھناہٹ کو صرف سُن ہی سکتے تھے۔ اِس سے اپنی آزادی کی

کوئی توقع وابستہ نہ کر سکتے تھے۔ کیوں کہ اُنہوں نے عُمر بھر اِسی قید خانے میں رہنا تھا۔

چلتے چلتے وہ ایک تنگ سے دروازے میں داخل ہو گئے۔ کُچھ دُور اندر تک جا کر سیڑھیاں آتی تھیں۔ سیڑھیاں چڑھنے کے بعد باسیمو ایک دروازے کے سامنے جا کر رُک گیا۔ وہ ایک آہنی دروازہ تھا۔ جیلر نے اُس کے تالے میں چابی گھُمائی اور اُسے کھول دیا۔ ارامس باسیمو کی طرف مُڑا۔

"قانون کے مطابق گورنر کسی قیدی کے اعترافات گناہ سُننے کا مجاز نہیں۔"

باسیمو نے خاموشی سے سر ہلایا اور ایک طرف ہٹ گیا۔ ارامس نے اُس کے ہاتھ سے لالٹین لے لی اور اندر داخل ہو گیا۔ اُس کے اندر داخل ہوتے ہی اُس کے پیچھے لوہے کا دروازہ بند ہو گیا۔

نواں باب

ارامس اُس وقت تک دروازے کے باہر کھڑا رہا جب تک گورنر اور جیلر کے قدموں کی آواز سُنائی دینی نہ بند ہو گئی۔ پھر وہ لالٹین اُٹھائے اندر داخل ہو گیا۔ اُس نے اپنے پیچھے دروازہ بند کیا اور لالٹین ایک پرانی سی میز پر رکھ دی اور کمرے میں چاروں طرف نظر دوڑائی۔

اِس کمرے میں صرف ایک ہی کھڑکی تھی جس میں لوہے کی سلاخیں لگی تھیں اور یہ زمین سے خاصی بُلندی پر واقع تھی۔ اِس کھڑکی کے نیچے ایک بستر بِچھا تھا

جس پر ایک نوجوان لیٹا ہوا تھا۔ بستر کے قریب ایک بے حد پُرانی سی چمڑے کی گدّی والی کُرسی بھی تھی جس کی ٹانگیں خم کھائی ہوئی تھیں۔ اِس کرسی پر اُس نوجوان نے اپنے کپڑے ڈال رکھے تھے۔ کھڑکی کے قریب ایک چھوٹی سی خالی میز رکھی تھی۔ وہ نوجوان اس وقت بستر پر لیٹا سو رہا تھا۔ اُس کا چہرہ اُس کے بازوؤں میں آدھا چھُپا ہوا تھا۔ اُس کے سرہانے ایک چھوٹی سی موم بتّی جل رہی تھی۔ ارامس بستر کے قریب آکر کھڑا ہو گیا۔ اُسی وقت اس نوجوان نے تکیے پر سے سر اُٹھایا۔ اُس کے چہرے پر نظر پڑتے ہی ارامس کے مُنہ سے دبی دبی سی حیرت بھری آواز خارج ہو گئی۔ اُس نوجوان کا چہرہ شہنشاہ فرانس لوئی چہار دہم کا چہرہ تھا!

"کیا بات ہے؟" اُس نوجوان نے پوچھا۔

"تم نے اعترافات گناہ سُننے والے کو ملنے کو کہا تھا؟" ارامس نے کہا۔ اور اُس کے آگے ہلکا سا خم ہوا۔ قیدی نے اپنے سامنے کھڑے اس سرد مہر، سنجیدہ اور اُدھیڑ عُمر شخص کو گہری نظروں سے دیکھا۔ اِس میں کوئی بات ایسی ضرور تھی جو اسے

مشکوک کر رہی تھی۔

"میں اب کافی ٹھیک ہوں۔ مجھے اب اعترافات گناہ سُننے والے کی کوئی ضرورت نہیں۔"

"اُس کی بھی نہیں جس نے تمہیں روٹی میں رقعہ چھُپا کر بھیجا تھا؟"

وہ نوجوان بُری طرح سے چونک گیا۔

"کیا تمہیں اپنے پرانے دوستوں پر کوئی اعتبار نہیں؟" ارامس بولا۔

"کیا تُم انہی میں سے ایک ہو؟۔۔۔ تُم؟"

"تمہیں کیا یاد نہیں؟" ارامس بولا۔ "جب تُم ایک لڑکے ہی تھے۔ تو نائس لی سیک میں سیاہ لباس میں ملبوس ایک خاتون ایک بندوقچی کے ساتھ تمہیں دیکھنے آیا کرتی تھی۔"

"یاد ہے! اور وہ بندوقچی تُم ہو۔ ہاں میں اب تمہیں پہچان گیا ہوں۔" وہ نوجوان بستر پر بالکل سیدھا تن کر بیٹھ گیا اور گہری نظروں سے ارامس کو دیکھنے لگا۔

”ہاں۔“ وہ بُڑبُڑایا۔ ”مُجھے یاد ہے، مُجھے خوب اچھّی طرح سے یاد ہے، تُم کئی مرتبہ اِس سیاہ پوش خاتون کے ساتھ آئے تھے۔ اِس کے بعد تُم ایک دوسری خاتون کے ساتھ بھی آتے رہے، میرا خیال ہے وہ دربار سے تعلّق رکھنے والی کوئی خاتون ہوں گی۔ یہ لوگ، جیلر، ٹیوٹر اور اِس جیل کا گورنر ہی ایسے لوگ ہیں جِن سے مُجھے باتیں کرنے کا موقع ملتا رہا ہے۔ میں نائس لی سیک میں جِس گھر میں رہا کرتا تھا، اُس میں ایک باغ بھی ہوا کرتا تھا۔ جس کے گرد اُونچی دیوار کھڑی تھی۔ اس جگہ سے مُجھے یہاں ایک قیدی کی حیثیت سے لا کر قید کر دیا گیا۔ یہاں رہتے ہوئے میں باہر کی دنیا دیکھنے کو ترس گیا ہوں۔ میرے ٹیوٹر نے بتایا تھا کہ میرے ماں باپ انتقال کر چکے ہیں۔ کیا اس نے مُجھے صحیح بتایا ہے؟“

”صرف ایک باپ۔ تمہارا باپ انتقال کر چکا ہے۔“

”اور میری والدہ؟“

”وہ بھی تمہارے لیے مر چُکی ہے۔“

نوجوان نے تیز نظروں سے ارامس کو گھورا۔

”مُجھے ایک خطرناک راز کو پوشیدہ رکھنے کے لیے یہاں قید میں رکھا گیا ہے۔ ہے نا؟“

”ہاں۔“

”جب سے میرے ٹیوٹر اور نرس کو مُجھ سے جُدا کر دیا گیا تھا۔ اس وقت سے لے کر اب تک کسی کو میرے قریب نہیں آنے دیا جاتا۔ میں کسی کے لیے ایک خطرناک دُشمن ہوں، ہے نا؟“

”ہاں۔ تمہارے ٹیوٹر اور نرس کو زہر دے دیا گیا تھا۔“ ارامس نے پُر سکون لہجے میں کہا۔

نوجوان کا چہرہ پیلا زرد پڑ گیا۔ اُس نے کپکپاتا ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرا۔

”میرا دُشمن بہت طاقت ور معلوم ہوتا ہے؟“

”ہاں۔ یہ تو ہے۔“ ارامس نرمی سے بولا۔

قیدی کے ماتھے پر شِکنیں اُبھر آئیں۔

”پہلے پہل میرا خیال تھا کہ شاید میری حیثیت کسی قیدی کی سی نہیں۔ میرے ٹیوٹر نے مُجھے ہر قسم کی تعلیم دِلائی تھی۔ گھُڑسواری، تلوار بازی، کتابی علوم وغیرہ سب کُچھ۔ گویا مُجھے ایک نہ ایک دِن باہر کی دُنیا میں واپس جانا تھا۔ جب میری عُمر پندرہ سال تھی تو ایک دِن صُبح کے وقت میں اپنے ٹیوٹر کی تلاش میں باغ میں جا نکلا۔ وہاں مُجھے ایک خط گھاس پر پڑا ہوا ملا۔ میں نے اُسے اُٹھالیا۔ اُس پر میرا نام لکھا ہوا تھا۔ اُس خط کو پڑھ کر مُجھے معلوم ہوا کہ میرا ٹیوٹر ایک اُونچے درجے کا عہدے دار تھا اور میری نرس کوئی ادنیٰ درجے کی خادمہ نہیں تھی اور میری حیثیت بھی کوئی معمولی نہیں تھی۔ کیوں کہ ملکہ، این آف آسٹریا اور کارڈینل مزارین وزیرِاعظم نے خود مُجھے اُن کی نگرانی میں دیا تھا۔“

اتنا کہہ کر نوجوان خاموش ہو گیا۔

”اور پھر کیا ہوا؟“ ارامس نے متانت سے پوچھا۔

”اسی وقت میرا ٹیوٹر میرے پاس چلا آیا۔ اس نے جب وہ خط میرے ہاتھ میں دیکھا تو وہ بہت برافروختہ ہوا۔ میرا خیال ہے اُس نے ملکہ کو لکھا ہو گا کہ۔۔۔“

"اور اس واقعے کے بعد۔۔۔" ارامس بولا۔ "تمہیں گرفتار کرلیا گیا اور بیس تیل بھیج دیا گیا۔"

"ہاں۔یہی ہوا۔"

"ہوں۔" ارامس پُر سوچ انداز میں بولا۔ "جب اُنہوں نے تمہیں گرفتار کر کے یہاں قید کیا تو اُنہوں نے تمہیں اپنی صورت دیکھنے کے لیے کسی قسم کا آئینہ نہیں دیا۔ اُنہوں نے تمہیں پڑھنے کے لیے تاریخ کی پُرانی کتابیں ہی دیں جن میں پُرانے بادشاہوں، حکم رانوں کی داستانیں لکھی تھیں۔ تُم موجودہ حکومت اور حکمران کے بارے میں کُچھ نہیں جانتے۔ تمہیں کیا کبھی یہ سوال نہیں ستاتا کہ آخر تمہیں اس طرح مسلسل قید میں کیوں رکھا ہوا ہے؟"

"ستاتا ہے۔ مگر اِس کا جواب دینے والا کوئی نہیں۔"

"پھر سُنو!" ارامس تیزی سے بولا۔ "میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اُس وقت فرانس میں کیا ہوا تھا جب تُم پیدا ہوئے تھے۔ فرانس کا اُس وقت کا آخری حکمران لوئی سیز دہم تھا۔ وہ ایک کمزور سا آدمی تھا۔ جو عرصے سے اولادِ نرینہ سے محروم چلا آ

رہا تھا۔ اسے ہر دم یہی غم ستاتا رہتا تھا کہ کہیں وہ اپنے خانوادے کا آخری حکمران ہی نہ ثابت ہو۔ پھر ایک دِن اس کی ملکہ نے اسے یہ خوش خبری سُنائی کہ اس کے ہاں ولی عہد پیدا ہونے والا ہے۔ ۵ ستمبر ۱۶۳۸ء کو اُس نے ایک بیٹے کو جنم دیا۔"

یہاں پہنچ کر ارامس نے کُچھ توقّف کیا اور اُس نوجوان پر نگاہ ڈالی جو بُری طرح سے کپکپا رہا تھا۔ "جب بادشاہ ولی عہد کی پیدائش کا جشن منا رہا تھا تو اُسے دوسرے بیٹے کی پیدائش کی خبر دی گئی۔ وہ یہ خبر سُن کر بہت خوش ہوا لیکن پھر اس کے وزیرِ اعظم کارڈینل ریشلو نے کُچھ ایسی باتوں کی طرف اِشارہ کیا جس نے اُس کی خوشی خاک میں ملا دی۔ فرانس میں یہ ہوتا آیا ہے کہ ہمیشہ بادشاہ کا بڑا بیٹا ہی اُس کا جانشین یعنی ڈافن بنتا ہے۔ جڑواں بیٹوں کی صورت میں یہ ہوتا ہے کہ پہلے پیدا ہونے والے بیٹے کو ڈافن بنا دیا جاتا ہے۔ اپنے اِس دوسرے بیٹے کی پیدائش کے بعد بادشاہ بڑی پریشانی میں پڑ گیا۔" ارامس کہنے لگا۔ "اُسے ڈر ہوا کہ آگے چل کر دونوں شہزادے مل کر تخت و تاج کے لیے آپس میں جنگ کریں گے۔ اور یوں فرانس خانہ جنگی کا شکار ہو کر رہ جائے گا۔ چناں چہ اُس نے

فیصلہ کیا کہ اُنہیں ایک دوسرے سے الگ تھلگ رکھ کر مختلف حالات میں پرورش کیا جائے۔ چناں چہ دوسرے شہزادے کو چُپ چپاتے محل سے غائب کر دیا گیا۔ اُس کے بارے میں اس کی والدہ، سیاہ پوش خاتون اور میرے سوا کسی کو عِلم نہیں۔"

"تُم نے مُجھے عجیب ہی کہانی سُنائی ہے، موسیو۔ تمہاری اِس کہانی نے مُجھ میں تجسّس، دِل چسپی اور انتقام کی آگ بھڑکا دی ہے۔" قیدی بولا۔

"یہ دیکھو۔ یہ بادشاہ کی تصویر ہے۔" ارامس نے اپنے لبادے میں سے شہنشاہ فرانس لوئی چہار دہم کی تصویر نکال کر قیدی کی طرف بڑھا دی۔ قیدی نے اُس کے ہاتھ سے اُس تصویر کو تقریباً جھپٹ لیا اور گہری نظروں سے اُسے دیکھنے لگا۔

"اور یہ موسیو۔ ایک آئینہ ہے۔" ارامس نے ملائمت سے کہا۔

قیدی نے آئینہ اُس کے ہاتھ سے لے لیا اور اُس میں اپنی شکل دیکھتے ہوئے بادشاہ کی تصویر سے اپنا موازنہ کرنے لگا۔

”اپنے بھائی کو دیکھو۔“ ارامس بولا۔ ”تُم دونوں کی آپس کی مشابہت حیرت انگیز ہے۔“

”ہاں واقعی۔“قیدی بولا۔ ”بادشاہ مُجھے کبھی رہا نہیں کر سکتا۔“

”موسیو!“ ارامس بولا۔ ”تُم فرانس کے بادشاہ بن سکتے ہو۔ تمہارے لیے یہ قید خانہ چھوڑنا ناممکن نہیں۔ یہاں سے تمہاری رہائی بالکل آسان ہے۔ اگر تُم اپنے دوستوں کے مشورے پر چلو۔ وہ تمہارے خیر خواہ ہیں اور تمہیں تختِ فرانس پر جلوہ افروز دیکھنا چاہتے ہیں۔“

”تُم مُجھے بغاوت کی ترغیب دے رہے ہو موسیو۔“نوجوان قیدی تلخی سے بولا۔

”ہم صرف رعایا کے بھلے کے لیے تمہیں بادشاہ بنانا چاہتے ہیں۔“

”اِس کا مطلب ہے کہ میرا بھائی ایک اچھّا حُکمران ثابت نہیں ہو رہا؟“

”یہی سمجھو۔ اگر تُم ہماری رہنمائی میں چلنے پر آمادہ ہو جاؤ تو تمہارے لیے اچھّے اور بارسوخ دوستوں کی کوئی کمی نہیں ہو گی۔“

"اور میرا بھائی؟اُس کا کیا بنے گا؟"

"اُس کی تقدیر کا تُم فیصلہ کرو گے۔ اچھا اب مُجھے یہاں سے رُخصت ہو جانا چاہیے۔اگلی بار میں تمہیں یہاں سے نکال لے جانے کے لیے آؤں گا۔" ارامس بولا۔

نوجوان قیدی نے تھوڑی دیر کے لیے کُچھ سوچا پھر بولا:

"مُجھے اِس پر کوئی اعتراض نہیں۔میں تُم پر مکمّل اعتماد کرتا ہوں۔"

ارامس اُس کے سامنے گھٹنوں کے بل فرش پر جھک گیا اور اُس کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔

"میں مُستقبل کے شہنشاہِ فرانس کو تعظیم پیش کرتا ہوں اور اُس سے اظہارِ وفاداری کرتا ہوں۔اگلی بار جب میں تُم سے ملوں گا تو تمہیں شہنشاہِ معظّم کہہ کر مخاطب کروں گا۔"

اتنا کہہ کر وہ نوجوان قیدی کے سامنے رکوع میں جھکا اور دروازے کی طرف بڑھ

گیا۔ اُس کی تیز دستک پر جیلر نے آکر دروازہ کھول دیا۔ موسیو باسیمو کا چہرہ خوف سے پیلا پڑا ہوا تھا۔

"اُس قیدی نے اپنے اعترافاتِ گناہ کرنے میں کتنی زیادہ دیر لگائی ہے۔ لگتا ہے اس نے اپنی عُمر میں بہت ہی گناہ کیے ہیں۔" اس نے کہا۔

ارامس نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ اب بیس تیل سے نکل جانا چاہتا تھا۔ وہ ایک ایسی سازش کا تانا بانا بُن رہا تھا جو بہت خطرناک تھی۔ جِس میں اُس کی جان بھی جا سکتی تھی۔

دسواں باب

اس واقعے کے چند دِن بعد کی بات ہے۔ دارتنان تیزی سے سڑک پر چلا جارہا تھا کہ تیز رفتاری سے چلتے چلتے وہ ایک لمبے چوڑے آدمی سے ٹکرا گیا۔ وہ آدمی اس کے سامنے سے آرہا تھا۔ اس ٹکّر پر وہ آدمی بُری طرح سے لڑکھڑا گیا۔

''اوہ بے وقوف! کیا تمہاری آنکھیں نہیں ہیں۔ دیکھ کر کیوں نہیں چلتے؟'' اُس نے تکلیف سے بِلبِلا کر کہا۔

دارتنان ایک دم پیچھے ہٹ گیا۔ اس کا ہاتھ فوراً ہی اپنی تلوار کے دستے پر جا پڑا

لیکن دوسرے ہی لمحے وہ رُک گیا اور اس لمبے چوڑے آدمی کو غور سے دیکھنے لگا۔

اسی وقت وہ لمبا چوڑا آدمی مسرّت سے چلّا اُٹھا۔

"دار تنان! میرے خُدا یہ تُم ہو؟"

"پار تھوس!" دار تنان چلّایا۔ دوسرے ہی لمحے وہ دونوں ایک دوسرے سے بغل گیر ہو گئے اور فرطِ مسرّت سے قہقہے لگانے لگے۔ راہ گیر اُن کے اس ملاپ کو حیرت بھری نظروں سے دیکھنے لگے۔

"تم پیرس کیسے آئے پار تھوس؟" دار تنان نے پوچھا۔

"مُجھے ارامس نے واکس میں دی جانے والی شاہی ضیافت میں شرکت کی دعوت دی ہے۔" پار تھوس نے کہا۔

"خوب! اُس جگہ تمہارا وقت خوب گزرے گا۔" دار تنان نے کہا۔

"میرا تو یہ خیال نہیں میرے دوست۔" پار تھوس بولا۔ "بات یہ ہے کہ میرے پاس وہاں قیام کے شایانِ شان کوئی ملبوسات نہیں۔"

”کیا کہہ رہے ہو!“ دارتنان حیرت سے چلّایا۔ پھر وہ ایک دم ہی قہقہے لگانے لگا کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ پارتھوس کے پاس ایک سے ایک عمدہ اور قیمتی لباس سے بھری الماریاں موجود تھیں۔

”ہاں، میرے پاس جو کپڑے ہیں وہ پہنے جانے کے قابل نہیں۔“ پارتھوس بولا۔ ”اور اِس وقت کوئی درزی بھی مُجھے بروقت لباس تیّار کر کے نہیں دے سکتا۔“

”چلو پھر تُم میرے ساتھ بادشاہ کے خاص درزی موسیو پرسی رین کے پاس چلو۔ میں اس سے کہوں گا کہ وہ تمہارے لیے ایک لباس تیّار کر دے۔“ دارتنان بولا۔

پارتھوس فاتحانہ انداز میں مُسکرایا۔ ”بادشاہ کا اپنا درزی؟ خوب خوب چلو! میرے دوست ہم اسی کے پاس چلتے ہیں۔“

بادشاہ کا درزی ریوڈی ہانور میں ایک بہت بڑے محل نما مکان میں رہا کرتا تھا۔ اس وقت گھر کے باہر بہت سے گاہک کھڑے تھے۔ اُنہیں بتایا کہ موسیو پرسی رین اس وقت بہت مصروف ہیں اور انہیں کوئی وقت نہیں دے سکتے۔ دارتنان

پار تھوس کو ساتھ لیے اس اندرونی کمرے میں جا پہنچا جہاں موسیو پرسی رین کام کیا کرتا تھا۔ وہ اس وقت اپنی آستین اوپر چڑھائے سونے کے پھولوں والے بروکیڈ کے کپڑے کو تراش رہا تھا۔ اس نے جب دارتنان اور پار تھوس کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھا تو اس نے کپڑے اور قینچی کو ایک طرف سرکا دیا۔

"آہا موسیو دارتنان۔ خوش آمدید دیکھئے۔ اس وقت میں بادشاہ کے لیے لباس تیّار کر رہا ہوں۔"

"اچھا؟ مُجھے بتایا گیا ہے کہ آپ بادشاہ کے لیے تین لباس تیّار کر رہے ہیں۔"

"تین نہیں۔ پانچ۔ اور یہ مُجھے بڑے مختصر سے وقت میں تیّار کرنے ہیں۔"

"پھر بھی آپ کے پاس اتنا وقت تو ضرور ہو گا کہ آپ ان بیرن کے لیے ایک لباس تیّار کر سکیں۔" دارتنان بولا۔ "دیکھئے۔ یہ میں آپ سے کہہ رہا ہوں۔"

"آٹھ دِنوں میں تو یہ مشکل ہے۔"

"ہرگز نہیں۔ میرے عزیز موسیو پرسی رین۔" دروازے کی جانب سے ایک

آواز آئی۔ دارتنان نے گردن موڑ کر دیکھا۔ دروازے میں ارامس ایک نوکیلی داڑھی والے گندم گوں شخص کے ساتھ کھڑا تھا۔

"صُبح بخیر میرے دوستو!" ارامس آگے بڑھتے ہوئے بولا۔ "موسیو پرسی رین۔ آپ ضرور بیرن کا لباس تیّار کر دیجیے۔ اسے موسیو فوکے کے مہمان کے شایانِ شان ہونا چاہیے۔"

لگتا تھا جیسے اس کا موسیو پرسی رین پر خاص رسوخ تھا۔ وہ کوتاہ قامت درزی اس کے آگے رکوع میں جھُکا اور پارتھوس کو ساتھ لیے برابر والے کمرے میں چلا گیا۔

دارتنان اسی کمرے میں ٹھیرا رہا۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے ارامس اُس سے پیچھا چھڑانے کی فکر میں تھا۔ شاید وہ اپنے کسی خفیہ کام سے اس درزی کے پاس آیا تھا۔ وہ جاننا چاہتا تھا کہ آخر وہ خفیہ کام بھلا کیا ہو سکتا تھا۔

ارامس نے بھی تاڑ لیا کہ دارتنان اُس کی اِس جگہ آمد کو شک کی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اپنا اضطراب چھپانے کے لیے وہ درزی کی طرف مُڑا اور بولا:

”موسیو پرسی رین۔ مُجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ بادشاہ کے لیے پانچ ملبوسات تیّار کر رہے ہیں۔“

”ہاں موسیو۔“ درزی بولا۔ ”اور صرف بادشاہ اور میں ہی اِن ملبوسات کے رنگوں اور اِن کی سلائی اور کٹائی سے آگاہ ہیں۔“

”میں یہی بات جاننے کے لیے آپ کے پاس آیا ہوں۔“ ارامس بے حد میٹھے لہجے میں بولا۔ ”یہ موسیو لبرون ایک مصوّر ہیں۔ یہ بادشاہ کے ان ملبوسات کو دیکھنا چاہتے ہیں۔“

اس کی یہ بات سُنتے ہی موسیو پرسی رین کو ایک جھٹکا سا لگا۔ وہ منہ پھاڑے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

”ہاں۔ موسیو پرسی رین۔ آپ بادشاہ کے وہ پانچوں ملبوسات موسیو لبرون کو دے دیجیے۔“ ارامس بولا۔

”کیا کہا! میں وہ ملبوسات اِس آدمی کو دے دوں! موسیو آپ کہیں پاگل تو نہیں ہو

گئے ؟" موسیو پر سی رین چلّایا۔

"ہر گز نہیں۔" ارامس متانت سے بولا۔ "موسیو فوکے چاہتے ہیں کہ واکس میں بادشاہ کی تشریف آوری کے وقت وہاں بادشاہ کی ایسی تصاویر لگی ہوں جِن میں بادشاہ نے یہ ملبوسات زیب تن کر رکھے ہوں۔ہاں بتایئے موسیو پر سی رین آپ کیا کہتے ہیں ؟"

درزی نے کُچھ کہنے کے لیے مُنہ کھولا لیکن اُس نے اسے نہ بولنے دیا اور کہنے لگا:

"آپ کو حق ہے کہ آپ انکار کریں۔ موسیو فوکے نے مُجھ سے کہا تھا، اگر پر سی رین نے انکار کیا تو میں بادشاہ کو بتاؤں گا کہ اے شہنشاہِ معظّم! میں آپ کو آپ کی تصویر تحفہ میں دینا چاہتا تھا لیکن موسیو پر سی رین کو اس خیال سے اختلاف تھا۔"

"مُجھے ؟ نہیں میں بھلا ایسا کیوں کر سکتا ہوں ؟" درزی چلّایا۔ "یہ بندو قچیوں کے کپتان اِس کے گواہ ہیں کہ ابھی تو یہ بات شروع ہی نہیں ہوئی۔"

دارتنان محض کندھے اُچکا کر رہ گیا۔ وہ اس معاملے سے اپنے آپ کو الگ تھلگ

ہی رکھنا چاہتا تھا۔ اسے اس سارے معاملے میں سازش کی بُو محسوس ہو رہی تھی لیکن ارامس کی حرکتیں اُس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھیں۔ موسیو پرسی رین بادشاہ کی ناراضگی کے خیال سے خوف زدہ ہو کر وارڈروب سے اُس کے پانچوں ملبوسات اُٹھالایا۔

لبرون فوراً ہی اپنے کام میں لگ گیا اور اِن ملبوسات کے آبی رنگوں سے نقش اُتارنے لگا۔ ارامس اُس کے قریب کھڑا ہو کر اُس کو کام کرتے دیکھنے لگا۔ پھر ایک دم ہی اُس نے اُسے کام کرنے سے روک دیا۔

"تُم کوئی صحیح کام نہیں کر رہے ہو۔ رنگ حقیقی رنگوں جیسے نہیں لگ رہے۔"

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔" موسیو لبرون بولا۔ "بات یہ ہے کہ اِس جگہ کی روشنی اچھّی نہیں۔"

"اگر ہمیں بہتر روشنی اور مناسب وقت مل جائے تو یہ کام بخوبی ہو سکتا ہے۔" ارامس بولا۔ "لیکن بہتر یہی رہے گا موسیو پرسی رین کہ آپ انہیں پانچوں ملبوسات کے کُچھ ٹکڑے کاٹ کر دے دیں۔ ان سے بھی کام چل جائے گا۔"

بے چارے درزی نے بے بسی سے کندھے اچکائے اور بادشاہ کے پانچوں ملبوسات سے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کاٹ کر ارامس کے ہاتھ میں دیے۔ اس نے احتیاط سے اُنہیں اپنے کوٹ کی جیب میں رکھ لیا۔

"اب کام بن جائے گا۔" اُس نے کہا اور دارتنان سے مصافحہ کرنے کے بعد موسیو لبرون کو ساتھ لیے اس جگہ سے رُخصت ہو گیا۔

"عجیب ہی بات ہے۔" دارتنان نے سوچا۔ "آخر اسے بادشاہ کے ملبوسات کے ٹکڑوں کی ایسی اشد ضرورت کیوں تھی؟"

درزی کے گھر سے نکل کر ارامس سیدھا موسیو فوکے کی رہائش گاہ پر جا پہنچا۔ ملازم اُسے کُتب خانے میں لے آیا۔ وہاں موسیو فوکے ایک کُرسی پر بیٹھا تھا۔ اس کے چہرے پر بے حد فکر مندی اور پریشانی کے تاثرات پھیلے ہوئے تھے۔ اس کے سامنے میز پر مختلف قسم کے بِلوں کا اُونچا سا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ جسے دیکھتے ہوئے وہ بار بار سرد آہیں بھر رہا تھا۔ ارامس اُس کے سامنے کرسی پر جا بیٹھا اور اس کی سرد آہوں کو نظر انداز کرتے ہوئے کہنے لگا:

”میں اِس وقت پرسی رین کی طرف سے آرہا ہوں۔ میں نے اس سے کہا تھا کہ آپ بادشاہ کی ایک تصویر بنوانا چاہتے ہیں۔ تاکہ اسے واکس پہنچنے پر تحفہ کے طور پیش کر سکیں۔“

”تصویر؟ وہ زیادہ مہنگی نہیں ہو گی۔“

”نہیں موسیو۔ میں آپ سے اِس سے کہیں زیادہ سستی چیز کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ آپ موسیو لیونز کو خط لکھیں۔ میں اُن سے ایک خط لکھوانا چاہتا ہوں۔“

”کیا؟“ موسیو فوکے چلّایا۔ ”کیا تم کسی کو بیس تیل میں قید کروانا چاہتے ہو؟“

”نہیں۔ بلکہ کسی کو وہاں سے نکلوانا چاہتا ہوں۔ سیلڈن نامی ایک نوجوان کو، جو دس سال سے جیسوئٹوں کے خلاف ایک نظم لکھنے کے جرم میں وہاں قید ہے۔“

”عجیب بات ہے!“ موسیو فوکے چلّایا۔ ”بھلا یہ بھی کوئی جرم ہے۔ ایک مذہبی فرقے کے خلاف نظم لکھ دینا۔ یہ تو ظُلم کی انتہا ہے کہ وہ اِس جُرم میں دس سال

سے سزائے قید بھگت رہا ہے۔"

"اُس کی ماں نے کل مُجھ سے اُس کی وہاں سے رہائی کے سلسلے میں مدد چاہی تھی۔" ارامس بولا۔

"بے چارہ۔" موسیو فو کے بڑبڑایا۔ پھر اُس نے اپنا قلم اُٹھایا اور اپنے دوست موسیو لیونز کے نام خط لکھنے لگا۔

ارامس بڑے پُر سکون اور مطمئن انداز میں اُسے خط لکھتے دیکھتا رہا۔ اُس کی آنکھیں عجیب انداز میں چمک رہی تھیں۔ بادشاہ کے خلاف سازش کا جو تانا بانا بُنا جا رہا تھا، اُسے عملی صورت دینے کا وقت قریب آ رہا تھا۔

گیارہواں باب

بیس تیل کے بڑے گھڑیال نے سات بجنے کا اعلان کیا۔ قیدیوں نے اپنی کوٹھریوں میں گھڑیال کی آواز سُنی۔ وہاں کا اصول تھا کہ سات بجے وہاں کسی نہ کسی قیدی کو رہا کیا جاتا تھا۔ موسیوڈی باسیمو نے بھی گھڑیال کی آواز سُنی اور خوشی سے اپنے ہاتھ ملنے لگا۔ یہ شام کے کھانے کا اعلان تھا۔ اس نے اپنے گلاس میں شراب انڈیلی اور غٹاغٹ اُسے چڑھا گیا۔ رومال سے اپنے ہونٹ صاف کرتے ہوئے اس نے اپنے مہمان بشپ آف وانز کی طرف دیکھا۔ جو اس کے سامنے

کھڑا تھا۔ وہ ابھی تھوڑی دیر ہوئی وہاں پہنچا تھا۔ اس نے لمبے بوٹ پہن رکھے تھے اور وہ بھورے رنگ کے لباس میں ملبوس تھا۔

"موسیو۔۔۔" گورنر نے اُسے مخمور سی آواز میں مخاطب کیا۔ "میں دیکھتا ہوں کہ آج کی رات آپ کوئی مذہبی رہنما نہیں معلوم ہو رہے بلکہ پہلے کی طرح والے ایک شان دار خوب صورت اور پُر وقار بندوقچی دِکھائی دے رہے ہیں۔"

"ہاں بالکل۔۔۔" ارامس مُسکرا کر بولا۔

"بہت خوب!" باسیمو نے اپنے گلاس میں مزید شراب بھری اور اُسے بھی غٹا غٹ پی گیا۔

ارامس باہر سے آنے والی ہر اُونچی اور ہلکی آواز کو بڑی توجّہ سے سُن رہا تھا۔ وقت گزرتا گیا۔ دونوں شراب پیتے رہے۔ پھر جب ملازم شراب کی پانچویں بوتل لیے کمرے میں آیا تو باہر کسی گھڑ سوار کے رُکنے کی آواز سُنائی دی۔ دو منٹ بعد ایک ملازم کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے ایک تہہ کیا ہوا کاغذ اپنی جیب سے نکال کر گورنر کی طرف بڑھا دیا۔

”باہر ایک قاصد آیا ہے۔“

”بیڑا غرق ہو اُس کا!“ موسیو باسیمو چنگھاڑا۔ ”میں کل ہی اس سے ملاقات کروں گا۔“

”احتیاط سے موسیو باسیمو!“ ارامس جلدی سے بولا۔ ”ہو سکتا ہے کہ یہ قاصد بادشاہ کی طرف سے کوئی پیغام لے کر آیا ہو۔ آپ اپنا فرض ادا کیجیے۔“

”بہت اچھا۔“ باسیمو گہری سانس لے کر بولا۔ پھر وہ ملازم کی طرف مُڑا۔ ”لاؤ یہ کاغذ مُجھے دو۔“

ملازم نے وہ تہہ کیا ہوا کاغذ اس کی طرف بڑھا دیا۔ باسیمو نے اُس پر سے مہر توڑی۔ اس کی تہیں کھولیں اور اُسے پڑھنے لگا۔ ارامس بہ ظاہر شراب پیتے ہوئے اسے بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔

”ہا! یہ ایک قیدی کی رہائی کا حکم نامہ ہے۔“ باسیمو بولا۔ ”اِس پر ’ضروری‘ کی مہر لگی ہے۔ یہ ہمیں بدحواس کرنے کے لیے واقعی ایک عمدہ خبر ہے۔“

”میرے عزیز موسیو باسیمو۔ یہ اس شخص کے لیے عمدہ خبر ہے جس کی رہائی کا حکم دیا گیا ہے۔“ ارامس بولا۔

باسیمو اپنی کرسی میں گہرا دھنس گیا۔ اس نے دروازے کی طرف رُخ کرتے ہوئے ملازم کو بُلانے کے لے گھنٹی بجائی۔ شاہی حکم نامہ میز پر پڑا تھا۔ ارامس کے لیے یہ بہترین موقع تھا۔ اُس نے تیزی سے ایک دوسرا کاغذ میز پر رکھتے ہوئے شاہی حکم نامہ اُٹھالیا اور اُسے اپنی جیب میں ڈال لیا۔ اُسی وقت ایک ملازم کمرے میں داخل ہو گیا۔

”فرانکواس۔“ باسیمو نے اُسے مخاطب کیا۔ ”جا کر میجر سے کہو کہ وہ موسیو سیلڈن کو اپنی کوٹھری سے نکال کر یہاں لے آئے۔“

”سیلڈن کو۔“ ارامس چلّایا۔ ”کیا آپ نے واقعی یہی نام لیا ہے؟“

”ہاں کیوں؟ اسی شخص کی رہائی کا حکم نامہ پہنچا ہے۔“ گورنر نے کہا۔

”یقیناً۔ آپ کا مطلب ہے مارشیالی؟“ ارامس نے پوچھا۔

”نہیں یہ نہیں۔ میں نے حکم نامے پر ’سیلڈن‘ لکھا ہوا دیکھا ہے۔“ باسیمو نے کہا اور اپنی انگلی کھڑی کر لی۔

”اور میں نے اس پر واضح الفاظ میں ’مارشیالی‘ لکھا ہوا دیکھا ہے۔“ ارامس نے دو انگلیاں کھڑی کرتے ہوئے کہا اور میز پر پڑا ہوا کاغذ اُٹھا لیا۔

”اس پر واقعی مارشیالی ہی لکھا ہوا ہے۔“

”ذرا غور سے دیکھو۔“

”بے شک آپ اسے دیکھ لیں۔“ ارامس نے کاغذ گورنر کی طرف بڑھا دیا۔ اس نے اپنی نشہ بھری آنکھوں سے کاغذ کو گھورا۔ دوسرے ہی لمحے اس کے ہاتھ نیچے گر گئے اور منہ کھل گیا۔

”ہاں ہاں۔“ وہ تیزی سے کہنے لگا۔ ”اس میں لکھا ہے۔ ہاں مارشیالی ہی لکھا ہے۔ یہ وہی قیدی ہے جس نے اعترافاتِ گناہ سُننے کے لیے تمہیں بُلوایا تھا۔“ باسیمو نے کاغذ اُٹھا لیا اور احتیاط سے اس کی سطروں پر نگاہیں دوڑانے لگا۔

”کیا آپ مارشیالی کو رہا نہیں کریں گے؟“ ارامس نے پوچھا۔

”نہیں موسیو۔ میں اسے رہا کرنے سے پہلے موسیو ڈی لیونز سے اِس حکم نامے کی تصدیق کروں گا۔ پھر ہی اسے رہا کروں گا۔“

”اس کا بھلا کیا فائدہ ہو گا؟“

”اس کا یہ فائدہ ہو گا کہ میں اس شخص مارشیالی کے معاملے میں کوئی غَلَطی کرنے سے محفوظ رہوں گا۔ اِس کے بارے میں مُجھے تقریباً روزانہ ہی احتیاط برتنے کی ہدایات موصول ہوتی رہتی ہیں۔“

”لیکن اگر کوئی بڑا افسر آپ کو کوئی حکم دے تو آپ فوراً اُس کی تعمیل کریں گے۔ ہے نا؟“

”ہاں۔ بالکل۔“

”تو پھر۔۔۔“ ارامس آگے جھک کر گورنر کو تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔ ”مُجھے ذرا کاغذ اور قلم تو دیجیے۔“

باسیمو نے کُچھ حیران کُچھ پریشان ہوتے ہوئے کاغذوں کا پیڈ اور قلم اس کی طرف بڑھا دیے۔

ارامس نے قلم سنبھالا اور لکھا:

"شروع اللہ کے نام سے جو بڑی شان اور عظمت والا ہے۔ (اتنا لکھ کر اس نے کاغذ پر صلیب کا نشان بنایا) یہ ہمارا حکم ہے کہ موسیو باسیمو گورنر بیس تیل کے پاس جو بادشاہ کا حکم نامہ لایا گیا ہے۔ اس پر حرف بہ حرف عمل کیا جائے اور فوراً اور بِلا تاخیر کیا جائے۔"

ڈی آر بلے

جنرل آف دی آرڈر۔

باسیمو اپنی جگہ پر منجمد سا کھڑا تھا۔ اس کا مُنہ کھُلا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں اپنے حلقوں سے اُبلی پڑ رہی تھیں۔ کمرے میں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ اس میں صرف ایک پتنگے کی بھنبھناہٹ کی ہلکی سی آواز سُنائی دے رہی تھی۔ ارامس

نے اپنی جیب سے لاکھ کی مہر نکالی۔ خط پر مہر لگائی اور اُسے باسیمو نے کپکپاتے ہاتھوں سے یہ حکم نامہ اس سے لے لیا اور بے جان سا اپنی کرسی پر گر گیا۔

"اب بتایئے۔ کیا یہ کافی نہیں۔" ارامس نے نرمی سے کہا۔

موسیو باسیمو کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔ "میں اس صدمے سے کبھی نہ سنبھل سکوں گا کہ میں نے آپ سے برابری کا رویّہ روا رکھا۔"

"نہیں۔ آپ اس کی کوئی فکر نہ کیجیے۔ بس میرے حکم نامے کی تعمیل کیجیے۔" ارامس ملائمت سے بولا۔

موسیو باسیمو فوراً ہی اُس کے حکم کی تعمیل کے لیے کرسی سے اُٹھ گیا۔ اس نے اپنے نائب کو بلایا اور اسے مطلوبہ قیدی کی رہائی کا حکم دیا۔ نصف گھنٹے بعد اُنھوں نے صحن میں پھاٹک کے بند ہونے کی آواز سُنی۔

ارامس نے ایک کے سوا کمرے میں جلتی ہوئی تمام شمعیں بجھا دیں۔ تھوڑی دیر بعد باہر قدموں کی آواز سُنائی دینے لگی۔ جو رفتہ رفتہ قریب آنے لگی۔

”جائیے اور اپنے آدمیوں سے ملیے۔“ ارامس نے باسیمو سے کہا۔

باسیمو کمرے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ قیدی کو ساتھ لیے اندر داخل ہو گیا۔ ارامس نے اسے کمرے کے ایک نسبتاً تاریک سے حصّے میں کرسی پر بِٹھا دیا۔ باسیمو نے قیدی کو بتانا شروع کیا کہ اُسے بادشاہ کے حکم کے مطابق رہا کر دیا گیا ہے۔ قیدی خاموشی سے اُس کی باتیں سُنتا رہا پھر اُس نے اِدھر اُدھر کسی کو تلاش کرنا شروع کیا۔ ارامس اس کی طرف چلا آیا۔ اس پر نظر پڑتے ہی قیدی کے چہرے کا رنگ ایک دم سُرخ پڑ گیا۔ اس نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

”خدا تمھیں اپنی حفظ و امان میں رکھے میرے دوست۔“ اس نے نرمی سے کہا۔

”چلو اب چلیں یہاں سے۔“ ارامس نے کہا۔

باہر ایک گھوڑا گاڑی کھڑی تھی۔ کوچوان کی جگہ ایک دراز قد شخص نے سنبھالی ہوئی تھی۔ گاڑی میں جتے ہوئے گھوڑے بے صبری سے ٹاپیں مار رہے تھے۔ نوجوان رہاشدہ قیدی نے بیس تیل کے آٹھ بلند و بالا میناروں اور پتھّریلی دیواروں پر ایک نظر ڈالی اور گاڑی میں سوار ہو گیا۔ گاڑی میں ایک شخص پہلے سے ہی

موجود تھا۔

"شہنشاہ معظم کو جیل سے رہائی مبارک ہو۔" وہ شخص بولا۔ "مُجھے اجازت دیجیے کہ میں آپ سے اپنا تعارف کراؤں۔ میں موسیوڈی لافیئر ہوں۔"

ارامس نے گاڑی میں سوار ہوتے ہی کوچوان کو آواز لگائی:

"چلوپارتھوس۔ جلدی سے یہاں سے نکل چلو!"

گھوڑے فوراً ہی حرکت میں آ گئے اور گاڑی آگے بڑھ گئی۔ ایک مشعل بردار افسر اس کے آگے آگے چلتا ہوا ہر چوکی پر اِس گاڑی کو گُزر جانے کی ہدایت کرتا گیا۔ یہاں تک کہ گاڑی بڑے پھاٹک سے باہر نِکل آئی اور ویران سڑک پر تیزی سے دوڑنے لگی۔ شہر سے باہر نِکل کر گھوڑے سرپٹ دوڑنے لگے۔ اُن کا رُخ ویلینو سینٹ جارج کی طرف تھا۔ وہاں پہنچ کر کُچھ دیر تازہ دم ہونے کے بعد وہ واکس کی سمت ہو لیے۔ تیز رفتاری سے سفر کرتے کرتے جب وہ سنارل کے جنگل میں داخل ہوئے تو گھوڑا گاڑی ایک دم رک گئی۔

”کیابات ہے؟“ قیدی نے پوچھا۔

”شہنشاہِ معظّم۔“ ارامس بولا۔ ”اپنی منزل پر پہنچنے سے پہلے بہتر ہے کہ ہم کُچھ ضروری باتیں کرلیں۔ ہم اس وقت ایک جنگل میں موجود ہیں اور یہاں کوئی بھی ہماری باتیں سُننے والا نہیں۔“

”کوچوان جو ہے۔“

”وہ بیرن ڈیو ویلون ہیں۔ ہم اُنھیں پار تھوس کہتے ہیں۔“ ارامس نے زور سے آواز لگائی۔ ”یہاں آجاؤ پار تھوس!“

تھوڑی دیر بعد پار تھوس اپنی جگہ سے اُتر کر اُن کے پاس آکر بیٹھ گیا۔

”شہنشاہِ معظّم۔“ وہ بھاری بیٹھی ہوئی آواز میں بولا۔ ”اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جو آپ رہا ہو گئے۔“

”یہ تمہارا اور تمھارے ساتھیوں کا ایک بے حد بہادرانہ کارنامہ ہے۔“ شہزادہ سنجیدگی سے بولا۔ ”میں اِسے کبھی نہیں بھُولوں گا۔“

بارہواں باب

جس گاڑی میں وہ چاروں آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ اس کے گرد گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی اور وہ باتیں کر رہے تھے۔

”موسیو۔“ ارامس نے کہا۔ ”آپ تاریخِ فرانس سے بخوبی واقف ہیں اور جانتے ہیں کہ کسی مُلک کی حکمرانی کے لیے کیسی اہلیت اور قابلیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ آپ کا بھائی اس معیار میں پورا نہیں اُتر رہا۔ وہ ایک خود غرض اور کم زور حکمران ہے۔“

”میرے ساتھ اُس نے بہت بے حد بے انصافی کی ہے۔“ ایتھوس بولا۔ ”اس نے میری بھاری خدمات اور وفاداریوں کی کوئی قدر نہیں کی۔ اس وجہ سے میں اس سے شدید نفرت کرتا ہوں۔“

تھوڑی دیر کے لیے ان کے درمیان خاموشی چھائی رہی۔ پھر ارامس بولا:

”آپ کا نام فِلپ ہے۔ آپ لوئی سیز دہم کے بیٹے اور لوئی چہار دہم کے بھائی ہیں۔ آپ کا یہ بھائی بادشاہ ہے لیکن آپ بھی تخت فرانس پر حق رکھتے ہیں۔ آپ کی رگوں میں بھی شاہی خون دوڑ رہا ہے اور قدرت نے آپ کو اپنے بھائی جیسی چہرے مہرے کی مشابہت، آواز اور قد کاٹھ سے نوازا ہے۔ آپ کل اس کی جگہ سنبھالیں گے۔“

”اور میرا بھائی؟“ شہزادے نے کہا۔ ”کیا وہ قتل کر دیا جائے گا؟“

” یہ فیصلہ کرنا آپ کا کام ہے۔“ ارامس بولا۔ ”اُس نے آپ کی پیدائش صیغۂ راز میں رکھی ہوئی ہے۔ اور آپ سے ناروا سلوک روا رکھا ہے۔“

فلپ تلخی سے ہنسا۔

"کیا شہنشاہِ معظّم ہمارا منصوبہ سمجھ گئے ہیں؟" ارامس نے دریافت کیا۔

"ہاں بتایئے آپ کی کیا رائے ہے؟" پارتھوس نے پوچھا۔

"ہاں ہاں میرے عزیزو!" شہزادہ بولا۔ "لیکن ہمیں اِس راہ میں پیش آنے والی مُشکلات کے بارے میں بھی کُچھ سوچنا چاہیے۔ اگر ہم بادشاہ کو قید میں ڈال دیتے ہیں تو یہ خطرہ ضرور رہے گا کہ وہ اپنا راز افشا کر دے۔"

"کس کے سامنے؟" ارامس بولا۔ "کیا وہ دیواروں کو بتائے گا کہ اصل بادشاہ وہی ہے۔ اُسے بیس تیل لے جا کر آپ والی کوٹھری میں قید کر دیا جائے گا اور وہ محافظ جو آپ کی کوٹھری پر پہرہ دیتے رہے ہیں۔ اس جگہ پہرہ دیں گے۔ اگر وہ اُنہیں یہ بتائے گا کہ وہ فرانس کا بادشاہ ہے تو وہ اس پر ہنسیں گے اور اس کا مذاق اڑائیں گے۔ وہاں کوئی بھی اس کی باتوں پر کان نہ دھرے گا۔ میں اسے بہ خوبی جانتا ہوں۔ وہ کم زور اعصاب کا شخص ہے۔ وہ جلد ہی اس قید میں ٹوٹ پھوٹ کر رہ جائے گا۔"

اسی وقت گاڑی کے باہر رات کی تاریکی میں کسی پرندے کے بولنے کی تیز آواز گونجی۔ فلپ کپکپا گیا۔

"شہنشاہِ معظّم۔" ارامس کہنے لگا۔ "میں ایک ایسی جگہ سے واقف ہوں جہاں آپ ہر طرح سے امن و چین سے رہتے ہوئے زندگی گزار سکتے ہیں۔ یہ میرے پاس ایک بیگ ہے جس میں ایک ہزار پستولیں ہیں۔ اب جب کہ آپ بیس تیل سے رہا کر چکے ہیں۔ ہمیں اور کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ بس آپ ایک لفظ کہیں۔ ہم آپ کے لیے ایک گھوڑا تیّار کر کے آپ کو اس جگہ لے چلیں گے۔ اس طرح ہمیں تسلّی رہے گی کہ ہم نے آپ کی خدمت کی ہے۔ اگر آپ دوسرا کھیل کھیلنا چاہتے ہیں تو اِس میں یہ خطرہ ہے کہ آپ کو تخت پر قتل کر دیا جائے یا زہر دے دیا جائے۔

کافی دیر تک گاڑی میں مکمّل خاموشی چھائی رہی۔ پھر فلپ بولا:

"چلو۔ مُجھے اس جگہ لے چلو جہاں فرانس کا تاج میرا انتظار کر رہا ہے!"

"کیا یہ آپ کا فیصلہ ہے موسیو؟"

”ہاں۔“

”آپ ایک عظیم حکمران ثابت ہوں گے!“ ارامس بولا۔ ”اگر آپ بادشاہ بن گئے تو۔۔۔“

”ایسا کب ہو گا؟“

”کل رات۔“ ارامس بولا۔ ”تمام تیّاریاں مکمّل ہیں۔ہاں شہنشاہِ معظّم۔ آپ مُجھے کُچھ سوالات کرنے کی اجازت دیجیے۔ میں نے آپ کو جیل میں کُچھ کاغذات بھیجے تھے جن میں میں نے آپ کے افراد خاندان اور درباریوں کی تفصیلات لکھی تھیں۔“

”میں نے یہ تفصیلات یاد کر لی ہیں۔“ شہزادہ بولا۔ ”تُم مُجھ سے سوالات کرو، میں جواب دیتا جاؤں گا۔“

”ہم آپ کے خاندان سے آغاز کریں گے موسیو۔“

”میری والدہ این آف آسٹریا ہیں۔ میں اُن کے غموں اور بیماریوں سے بخوبی آگاہ

ہوں۔ میں انہیں اچھّی طرح سے جانتا ہوں۔"

"اور آپ کا بھائی؟"

"وہ ایک حسین صورت، زرد رنگت والا نوجوان ہے۔"

"اس کی بیوی؟"

"اُس سے اُسے کوئی محبت نہیں۔" فلپ نے جواب دیا۔ "لیکن وہ مُجھ سے لوئی چہار دہم سے بہت محبّت کرتی ہے۔"

"آپ کو اِس معاملے میں بڑی احتیاط سے کام لینا ہو گا۔" ارامس بولا۔ "وہ واقعی بادشاہ سے بہت محبّت کرتی ہے۔"

"ایسی عورت کو دھوکہ دینا آسان نہ ہو گا۔" ایتھوس بولا۔

"وہ ایک خوب صورت عورت ہے۔ اُس کی آنکھیں نیلی ہیں۔ اُس کی چال میں خفیف سی لنگڑاہٹ ہے۔" فلپ بولا۔

"بہت خوب۔ آپ کیا اپنے وزرا کے بارے میں کُچھ بتا سکتے ہیں؟"

”کولبرٹ ایک سیاہ بالوں والا بد بصورت شخص ہے لیکن وہ ایک ذہین آدمی ہے۔ اس کے بال اس کے ماتھے پر بکھرے رہتے ہیں۔ اس کا سر غیر معمولی طور پر بڑا ہے۔ وہ موسیو فوکے کا جانی دُشمن ہے۔ تم لوگ شاید یہ چاہتے ہو گے کہ میں کولبرٹ کو جلاوطن کر دوں؟ ہے نا؟“

شہزادے کی ذہانت پر ارامس عش عش کر اُٹھا اور بولا:

”آپ ایک عظیم حکمران ثابت ہوں گے موسیو۔“

”میں اپنے سبق اچھی طرح سے جانتا ہوں۔“ فلپ بولا۔ ”اللہ کے فضل سے اور تمہاری مدد سے میں غَلَطیاں کرنے سے محفوظ رہوں گا۔ ہاں اب موسیو فوکے کی بات کرو۔ تمہارے خیال میں مجھے اُس کے ساتھ کیا کرنا چاہیے؟“

”اُسے اپنا کام کرنے دینا چاہیے یعنی اُسے اپنے حال پر چھوڑ دینا چاہیے۔“

”بہت اچھا۔ اب بتاؤ کہ میں تمہیں تمہاری اِن شان دار خدمات کا کیا صلہ دوں؟ تُم مُجھ سے کیا طلب کرتے ہو؟“

”موسیو۔“ ارامس بولا۔ ”فرانس کا حکمران بننے کے بعد آپ کیا مُجھے سینٹ پیٹر کا تخت عطا کر دیں گے یعنی اپنا وزیرِ اعظم بنالیں گے؟“

”ہاں موسیو ڈی آر بلے۔ تُم میرے وزیرِ اعظم یعنی کارڈینل بنو گے اور ہر حکومتی کام میں میرے مشیر خاص ہو گے۔ میں کوشش کروں گا کہ تمھیں پوپ منتخب کر لیا جائے۔ تمہاری زندگی کا یہی سب سے بڑا مقصد ہے نا؟“

”آپ کی ذہانت میں کلام نہیں موسیو۔ میں آپ کا بہت ممنون ہوں۔“

”اور تُم موسیو ڈی لافیئر۔ تُم اپنے لیے کیا طلب کرتے ہو؟“

”میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ میرے بیٹے کو برطانیہ سے واپس بُلوا لیا جائے۔“ ایتھوس بولا۔ ”اس کے بعد آپ اسے میڈ موازیل ڈی لا ویلیئر کے ساتھ شادی کی اجازت دے دیں جو ملکہ کی خادمۂ خاص ہے۔“

نوجوان شہزادہ پہلی مرتبہ دِل کھول کر ہنسا۔

”بس؟ صرف اتنی سی خواہش ہے؟ ہاں موسیو پارتھوس آپ کیا چاہتے ہیں؟“

”میری خواہش صرف اتنی ہے شہنشاہِ معظم کہ آپ مجُھے ڈیوک بنادیں۔“

شہزادہ ایک بار پھر ہنسا۔

”سمجھ لو تمہاری یہ خواہش پوری ہو گئی۔“اُس نے کہا۔ پھر وہ ارامس کی طرف مڑا۔”موسیو تُم نے کیا کہا تھا؟ میرے بھائی کو غائب کر دیا جائے گا؟“

”جی ہاں شہنشاہِ معظّم۔ ہم نے اِس کا پورا انتظام کر لیا ہے۔ وہ جب اپنے بستر پر سوئے گا تو بادشاہ ہو گا لیکن جب بیدار ہو گا تو اپنے آپ کو ایک قیدی پائے گا۔ بس اُس وقت سے آپ شہنشاہِ فرانس بن جائیں گے اور آپ کی رہ نمائی کے لیے ہم تینوں آپ کے قریب موجود رہیں گے۔“

”میں اِس پر یقین کر لیتا ہوں۔ یہ رہا میرا ہاتھ موسیو ڈی آر بلے۔ موسیو ڈی لافیئر۔ موسیو لی بیرن۔“

گہری تاریکی میں چاروں آدمیوں نے آپس میں گرم جوشی سے ہاتھ ملائے۔ اس کے بعد پارتھوس کوچوان کی جگہ پر جا بیٹھا۔ اس نے گھوڑوں کو چابک رسید کیا اور

گاڑی تیزی سے جنگل سے نکل کر واکس جانے والی سڑک پر ہو لی۔ جہاں اُن تینوں بندوقچیوں نے بادشاہِ وقت کو اغوا کر کے اُس کی جگہ ایک دوسرے آدمی کو شہنشاہِ فرانس بنانا تھا۔

تیرہواں باب

شہنشاہ فرانس لوئی چہار دہم واکس پہنچ چکا تھا اور اس وقت وہ اپنے دربار سے تعلّق رکھنے والے امرا و وزراء اور اُن کی بیگمات کے ساتھ شان دار کمرۂ طعام میں کھانے کی میز پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ کمرۂ طعام ایک ہال جتنا بڑا تھا اور اس کی خوب شان دار طریقے سے آرائش و زیبائش کی گئی تھی۔ اس میں خوب روشنیاں ہو رہی تھیں اور صاف ستھری خوب صورت وردیوں میں ملبوس ملازم مہمانوں کی خدمت میں مصروف تھے۔ ہر کھانا بادشاہ کی پسند سے تیّار کروایا گیا تھا۔ اس

دعوت میں شریک ہر شخص بہت خوش دِکھائی دے رہا تھا لیکن بادشاہ کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا۔ اس کی بے پناہ سنجیدگی اور خاموشی دعوت میں موجود لوگوں کو بے چین کر رہی تھی۔

بادشاہ نے واکس پہنچنے کے بعد اس رہائش گاہ کی سیر کی تھی۔ اس نے اس کے ہر کمرے اور ہر گوشے کو دیکھا تھا۔ اس نے دیکھا تھا کہ موسیو فوکے کی یہ رہائش گاہ کسی شاہی محل سے کم نہ تھی۔ اسے خوب شان دار اور خوب صورت انداز میں سجایا گیا تھا۔ اُس کی سجاوٹ اور آرائش پر دِل کھول کر دولت لٹائی گئی تھی۔ اس کا فرنیچر، قالین، سونے چاندی کے برتن، آرائشی اشیا بہت ہی بیش قیمت تھے۔ دعوت میں پیش کی جانے والی شرابیں بہت قیمتی اور بہترین تھیں۔ جو صرف شاہی محل ہی میں استعمال ہوتی تھیں۔ پھر وہاں ملازموں کی جتنی تعداد تھی اور اُنہوں نے جس قسم کی وردیاں پہن رکھی تھیں۔ اُسے بھی بادشاہ نے اچھی طرح سے نوٹ کیا تھا۔ اسے موسیو فوکے سے شدید حسد محسوس ہونے لگا تھا۔ اُس کی زندہ دِلی اور خوش مزاجی رُخصت ہو گئی تھی اور اس کے چہرے پر شِکنوں کا جال

بِجھ گیا تھا۔ دعوت کے دوران اُس نے سب کے ساتھ انتہائی سرد مہری کا رویّہ اپنائے رکھا۔

پھر جب سب لوگ کھانے سے فارغ ہو گئے تو بادشاہ نے موسیو فوکے سے وہ کمرہ دِکھانے کو کہا جو اُس کے لیے تیّار کیا گیا تھا۔ چنانچہ اُسے بڑی عزّت اور احترام کے ساتھ اس کمرے میں لے جایا گیا جو واکس کا سب سے خوب صورت اور کشادہ کمرہ تھا۔ اس کمرے کو "مورفیوس کا کمرہ" کہا جاتا تھا۔ اس کی گُنبد نما چھت پر موسیو لبرون نے نیند کے دیوتا مورفیوس کی ایک بہت بڑی اور بہت خوب صورت تصویر بنائی ہوئی تھی اور اُس کے آس پاس ایسی چھوٹی چھوٹی انسانوں، جانوروں، پرندوں، پریوں اور پھولوں کی تصویریں بنائی ہوئی تھیں جنہیں دیکھتے دیکھتے انسان نیند کی آغوش میں پہنچ جاتا تھا اور حسین خوابوں کی وادیوں میں سیر کرنے لگتا تھا۔

نوجوان بادشاہ نے چھت پر نظر ڈالی۔ اُس کے دِل میں حسد کی آگ کا شعلہ ایک بار پھر پوری شدّت سے بھڑک اُٹھا۔

”شہنشاہِ معظّم! کیا آپ اپنے ملازموں کو بُلوانا چاہتے ہیں؟“ موسیو فوکے نے ادب سے پوچھا۔

”نہیں۔ میں پہلے کُچھ لوگوں سے ملنا چاہتا ہوں۔“ بادشاہ بولا۔ ”کیا آپ مُجھ پر اتنی مہربانی کریں گے کہ موسیو کولبرٹ کو یہاں بھیج دیں؟“

موسیو فوکے اُس کے سامنے تعظیماً رکوع میں جھکا اور کمرے سے نکل گیا۔

☆☆☆☆☆

جب بادشاہ اپنے کمرے میں چلا گیا تو دارتنان بھی اس کمرے کے اوپر واقع کمرے میں چلا آیا۔ یہ کمرہ ”نیلا کمرہ“ کہلاتا تھا کیوں کہ اس کی آرائش و زیبائش کی ہر چیز نیلے رنگ کی تھی۔ جب ملازم نے کمرے میں داخل ہو کر اس کی آمد کا اعلان کیا تو ارامس اُس کے استقبال کے لیے باہر نکل آیا۔

”خوب۔ ہماری یہ واکس میں خوب ملاقات ہوئی۔“ اس نے کہا۔ ”تمہیں یہ جگہ کیسی لگی دارتنان؟“

"بہت خوب صورت اور شان دار۔" دارتنان بولا۔ "لیکن مُجھے کُچھ خیال گزرتا ہے کہ بادشاہ ہرگز شاہِ فرانس لوئی چہارد ہم نہیں۔"

"کیا؟" ارامس چلّایا اور حیرت بھری نظروں سے دارتنان کو دیکھنے لگا۔

"نہیں یہ موسیو فوکے ہے۔"

ارامس مُسکرایا۔ اُس نے گہری سانس لی اور بولا:

"آہا، تُم بھی دوسرے ہی لوگوں کی مانند ہو، لیکن تم نے کیا یہ نہیں سُنا کہ بادشاہ اور کولبرٹ مل کر موسیو فوکے کو تباہ کرنا چاہتے ہیں؟"

"یہ بات تو ہر کسی کو معلوم ہے لیکن پھر موسیو فوکے کو یہ دعوت دینے کی بھلا کیا ضرورت تھی؟"

"تمہارے خیال میں کیا یہ مُمکن ہو سکتا ہے کہ بادشاہ اُس شخص کو تباہ و برباد کر دے جس نے اُسے خوش کرنے کے لیے اپنا ایک ایک پیسہ خرچ کر ڈالا ہو؟"

"بالکل صحیح۔" دارتنان بولا۔ "لیکن مجھے یہاں کی فضا بہت پُراسرار اور عجیب سی

دِکھائی دیتی ہے۔ گویا کُچھ ہونے والا ہو۔ تُم جو کُچھ کرتے دکھائی دے رہے ہو، میں اسے ہرگز پسند نہیں کرتا۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" ارامس نے سختی سے پوچھا۔

"میری چھٹّی حِس مُجھے بتا رہی ہے کہ تُم یہاں کسی سازش کا تانا بانا بُن رہے ہو۔ مُجھے سچ بات بتاؤ ارامس۔ کیا تُم کولبرٹ کے خلاف کوئی سازش کر رہے ہو؟" دارتنان نے پوچھا۔

"کیوں؟ اِس میں کیا کوئی نقصان ہو گا؟"

"نہیں۔ لیکن کپڑے کے وہ پانچ ٹکڑے یہاں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکیں گے۔ دیکھو ارامس ہم ایک دوسرے کے دُشمن نہیں ہیں۔ مُجھے سچ سچ بتاؤ، کیا تُم بادشاہ کے خلاف کوئی سازش کر رہے ہو؟"

"بادشاہ کے خلاف!" ارامس حیرت بھری آواز میں چلّایا۔ اُس نے یہ سراسر اداکاری کی تھی۔

”دیکھو ارامس! مُجھ سے کُچھ مت چھپاؤ۔ تُم کیا بادشاہ ہی کے خلاف کسی سازش میں مصروف ہو؟“

”تُم کیا مُجھ پر شک کر رہے ہو کہ میں بادشاہ کو قتل کر دوں گا۔ تُم پاگل ہو گئے ہو دارتنان! اگر میں فرانس کے حقیقی بادشاہ، این آف آسٹریا کے بیٹے کو اپنی انگلی سے چھُونے کا خیال بھی دِل میں لاؤں تو مُجھ پر خدا کا قہر ٹوٹے۔“

دارتنان کو اپنے کہے پر افسوس ہونے لگا۔ اس نے ارامس کا بازو تھام لیا۔

”میں تمہاری طرف سے بالکل مطمئن ہوں میرے عزیز دوست۔ میرا دِل تمہاری طرف سے بالکل صاف ہو چکا ہے۔ میرا خیال ہے اب میں ذرا جا کر بادشاہ کے حفاظتی انتظامات کا جائزہ لوں۔ مُجھے شاید اُس کے ساتھ والے کمرے میں رات گزارنی پڑے گی۔“

جوں ہی وہ کمرے سے باہر نِکلا اُس نے تیزی سے دروازہ بند کر کے اُس کی چٹخنی لگا دی۔ اُس کے بعد اُس نے کمرے کی کھڑکیاں بھی مضبوطی سے بند کر دیں۔ پھر آہستگی سے پکارا:

"موسو!۔۔۔موسیو۔۔۔!"

فوراًہی کمرے میں سجی مسہری کے قریب واقع ایک چھوٹا سا دروازہ کھُلا اور فِلپ کمرے میں داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے پیچھے پار تھوس اور ایتھوس بھی کمرے میں چلے آئے۔

"موسیو دار تنان کو کُچھ شک معلوم ہوتا ہے۔" فِلپ نے کہا۔

"آپ نے اُسے پہچان لیا؟"

"وہ میرے بندوقچیوں کے دستے کا کپتان ہے۔ اور میرا بہت وفادار ہے۔" فِلپ نے کہا۔

"کسی کتّے کی مانند وفادار۔" ایتھوس بولا۔ "لیکن شہنشاہِ معظّم ایسا کتّا کبھی کبھی کاٹ بھی لیا کرتا ہے۔"

"ایک مرتبہ وہ آپ کو بادشاہ کی حیثیت سے شناخت کرلے تو وہ کبھی آپ کے اعتماد کو دھوکہ نہیں دے گا۔ آپ آنکھیں بند کرکے اُس پر بھروسہ کر سکیں

گے۔" ارامس بولا۔ "آیئے شہنشاہِ معظّم! آپ اِس کُرسی پر تشریف رکھیے۔ میں فرش کا ایک حصّہ ہٹانے لگا ہوں۔ یہ دراصل نیچے بادشاہ کے کمرے کی چھت کے گنبد میں کھلنے والی ایک خُفیہ کھڑکی ہے۔ کیا آپ نیچے کُچھ دیکھ رہے ہیں؟"

"ہاں" فِلپ بولا۔ اپنے دُشمن پر نظر پڑتے ہی وہ اُچھل سا پڑا تھا۔ "میں بادشاہ کو دیکھ رہا ہوں۔ اُس کے ساتھ ایک دوسرا آدمی بھی ہے۔"

"وہ کون ہے؟"

"وہ۔ ہاں۔ وہ موسیو کولبرٹ ہے۔ وہ بادشاہ کو کُچھ کاغذات دے رہا ہے۔" وہ چاروں آدمی نیچے کا نظّارہ دیکھنے کے لیے اُس کھڑکی کے گرد جمع ہو گئے تھے۔ اُن کے کانوں میں بادشاہ کی آواز پہنچ رہی تھی۔

"یہ کارڈینل کے ہاتھ کی لکھائی معلوم ہوتی ہے۔" بادشاہ کہہ رہا تھا۔

"شہنشاہِ معظّم کی یادداشت ماشا اللہ بہت بہترین ہے۔" کولبرٹ نے اس کے سامنے تعظیماً رکوع میں جھکتے ہوئے کہا۔

بادشاہ اِن خطوط کو پڑھنے لگا۔

”میں اِن خطوں سے کُچھ بھی نہیں سمجھ سکا۔“ بالآخر اُس نے کہا۔ ”اِن میں موسیو فوکے کو دی جانے والی ایک کروڑ تیس لاکھ فرانک کی رقم کا ذکر ہے۔ یہ رقم ایک خاصی بڑی رقم ہے اور تُم کہتے ہو کہ شاہی خزانے کے حسابات میں اس رقم کا کوئی اندراج نہیں۔“

”جی ہاں۔ اور موسیو فوکے نے یہ رقم تاحال واپس نہیں لوٹائی۔ اِس لیے معلوم ہوتا ہے کہ اُنہوں نے یہ رقم شاہی خزانے سے اپنی ذاتی ضروریات کے لیے نکلوائی تھی۔ ذرا سوچیے تو سہی شہنشاہِ معظّم۔ اُنہوں نے یہ اتنی بڑی رقم کیا اپنی اس رہائش گاہ کی شاہانہ آرائش وزیبائش پر نہ خرچ کی ہو گی؟“

اس نے لفظ ”شاہانہ“ پر زور دیتے ہوئے اپنی بات کہی تھی۔ بادشاہ ایک دم کُرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اُس نے غصّے سے کرسی پیچھے دھکیل دی اور اپنے ایک ہاتھ کی ہتھیلی پر دوسرے ہاتھ کا گھونسا رسید کرتے ہوئے بولا:

”اگر غبن ہے تو اِس کی تحقیق ہونی چاہیے۔ موسیو فوکے خزانے کا چور ہے۔ اگر

ہم اِس وقت اُس کی چھت تلے موجود نہ ہوتے۔"

"بادشاہ خواہ کسی کے گھر میں کیوں نہ ہو۔ وہ گھر اُس کا اپنا محل ہوتا ہے۔" کولبرٹ بولا۔ "خاص طور پر وہ گھر جو اس کے اپنے پیسے سے تعمیر کیے جاتے ہیں۔"

بادشاہ چلتے چلتے ایک دم رُک گیا۔

"جاؤ موسیو کولبرٹ۔ دارتنان کو یہاں آنے کی ہدایت کرو۔"

کولبرٹ کی آنکھیں اپنی فتح کے خیال سے چمک رہی تھیں۔ وہ بادشاہ کے سامنے رکوع میں جھکا اور کمرے سے نکل گیا۔ جب دارتنان کمرے کے دروازے پر آیا تو بادشاہ اس کی طرف بڑھ گیا۔ اور بولا:

"کیوں دارتنان۔ کتنے آدمی درکار ہوں گے؟"

"کس کام کے لیے شہنشاہِ معظّم؟"

"موسیو فوکے کی گرفتاری کے لیے۔"

دارتنان بِدک کر ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔ ”موسیو فوکے کی گرفتاری کے لیے؟ یہ آپ کیا فرما رہے ہیں شہنشاہِ معظّم؟“

”ہاں یہ کام ضرور ہونا چاہیے۔“ بادشاہ سختی سے بولا۔ ”لیکن یہ گرفتاری چُپ چپاتے خاموشی سے عمل میں آنی چاہیے۔“

”یہ مُشکل ہو گا شہنشاہِ معظّم۔“

”پھر تُم موسیو فوکے پر اُس وقت تک نظر رکھو۔ جب تک میں اس کے بارے میں کل تک کوئی فیصلہ نہیں کر لیتا۔ اب تم جاؤ اور میرے خدّام سے کہہ دو کہ مُجھے اُن کی ضرورت نہیں۔ میں سونے لگا ہوں۔“

دارتنان اس کے سامنے مؤدبانہ جھکا اور کمرے سے نکل گیا۔ بادشاہ نے کمرے کا دروازہ بند کیا۔ اور بستر کی طرف بڑھ گیا۔ بستر پر بیٹھتے ہوئے اُس نے فرطِ طیش سے قریب رکھی میز پر ایک زوردار گھونسا رسید کیا اور پورا لباس پہنے پہنے بستر پر دراز ہو گیا۔ شاندار پلنگ اُس کے وزن سے چرچرا گیا۔ بادشاہ نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے سر کے نیچے رکھ لیے۔ تھوڑی ہی دیر میں اس ”کمرہ مورفیوس“ میں

گہری خاموشی چھاگئی۔

بادشاہ سے رُخصت ہونے کے بعد دارتنان موسیو فوکے کے کمرے کی طرف روانہ ہو گیا۔ موسیو فوکے ابھی جاگ ہی رہا تھا۔ دارتنان کی دستک پر اُس نے دروازہ کھول دیا اور اُس پر نظر پڑتے ہیں بُری طرح سے چونک گیا۔

"کیا بات ہے کپتان؟ کیا کوئی کام ہے مُجھ سے؟"

"مُجھے اپنا کمرہ پسند نہیں آیا۔" دارتنان نے کہا۔

فوکے نے گہری نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ پھر بولا:

"تو کیا تُم یہاں سونا چاہتے ہو؟"

"کیا کہا آپ نے؟ نہیں موسیو میں آپ کو آپ کے کمرے سے بے دخل نہیں کرنا چاہتا۔ بلکہ یہاں آپ کے ساتھ ہی سونا چاہتا ہوں" دارتنان بولا۔

موسیو فوکے اپنی جگہ پر منجمد سا ہو گیا۔

"آہ! تُم اس وقت بادشاہ سے مل کر آرہے ہو۔ ہے نا؟ اُس نے تمہیں ہدایت کی

ہے کہ تم یہاں میرے کمرے میں رہتے ہوئے مُجھ پر نظر رکھو۔ تُم آخر یہ کیوں نہیں کہہ ڈالتے کہ تم مُجھے گرفتار کرنے یہاں آئے ہو۔ لیکن پہلے میں یہ جاننا چاہوں گا کہ میرا قصور کیا ہے؟"

"یہ میں نہیں جانتا اور میں آپ کو گرفتار نہیں کروں گا۔ کم از کم آج کی رات۔" دارتنان بولا۔

"تو گویا کل۔۔۔ کل مُجھے گرفتار کرلیا جائے گا؟" موسیو فوکے نے گھبرا کر پوچھا۔

"اِس کا کون جواب دے سکتا ہے۔" دارتنان بولا۔ "فی الحال میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ اپنے بستر پر لیٹ کر آرام سے سو جایئے۔ میں یہاں اس آرام کرسی پر سو رہتا ہوں۔ میں جب سوتا رہتا ہوں تو خواہ میرے کان کے قریب کوئی توپ رکھ کر چلائی جائے میری آنکھ نہیں کھلتی۔"

موسیو فوکے مُسکرایا۔

"لیکن اگر کوئی دروازہ کھُلے تو اُس کی آواز مُجھے فوراً جگا دیتی ہے۔" دارتنان کہنے

لگا۔ ”ایسی آواز سُنتے ہی میری نیند یک دم کوسوں دور بھاگ جاتی ہے اور میں ایک دم کُچھ کرنے کے لیے مستعد ہو جاتا ہوں۔“

”موسیو دارتنان۔“ فوکے بولا۔ ”تُم ایک بے حد شریف اور شائستہ مزاج آدمی ہو۔ مُجھے افسوس ہے کہ میں تُم سے بہت عرصے بعد متعارف ہوا۔“

دارتنان نے جھک کر اُسے تعظیم دی اور آرام کرسی پر نیم دراز ہو گیا۔ موسیو فوکے بھی اپنے بستر پر جا کر لیٹ گیا اور آنے والی صُبح کے بارے میں پریشان کن اور ڈراؤنے خیالات کی وادیوں میں گُم ہو گیا۔

چودھواں باب

بادشاہ لوئی چہار دہم اپنے غصّے سے بہت تھکن محسوس کرنے لگا تھا۔ بستر پر لیٹتے ہی وہ فوراً ہی سو گیا۔ سوتے ہی اُس نے خواب دیکھا کہ نیند کا دیوتا مورفیوس اُس کے پاس چلا آیا تھا۔ اُس کی آنکھیں انسانوں جیسی تھیں اور اُس کے سر کے اوپر گنبد دار چھت میں کوئی چمکتی ہوئی چیز اِدھر اُدھر حرکت کر رہی تھی۔ پھر اس کا بستر آہستہ آہستہ نیچے ہوتا گیا اور کمرہ اندھیروں میں ڈوبتا گیا۔

''میں شاید کوئی خواب دیکھ رہا تھا۔ بادشاہ نے نیم بیدار سا ہوتے ہوئے اپنے آپ

سے کہا۔ پھر اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔ "مُجھے اب اُٹھ بیٹھنا چاہیے۔" وہ بستر پر اُٹھ کر بیٹھ گیا اور نیم تاریکی میں چاروں طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا۔ پھر ایک دم ہی اس کے مُنہ سے ایک گھُٹی گھُٹی سی چیخ نکل گئی۔ اُس کے بستر کے ایک طرف تین مسلح آدمی کھڑے تھے۔ اُنہوں نے اپنے چہروں کو نقابوں سے اور جسموں کو سیاہ لبادوں میں چھپا رکھا تھا۔ ایک آدمی نے ہاتھ میں ننگی تلوار سنبھالی ہوئی تھی اور تیسرے آدمی نے اپنے ہاتھوں میں ایک بندوق اُٹھا رکھی تھی جس کا رُخ بادشاہ کی طرف تھا۔ بادشاہ نے باری باری اُن تینوں کی طرف دیکھا۔ پھر ان میں جو آدمی نسبتاً زیادہ لمبا چوڑا تھا، اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"تُم کیا چاہتے ہو؟ مُجھے بتاؤ میں اس وقت کہاں ہوں؟"

لالٹین والے آدمی نے لالٹین اُونچی کی۔ اس کی روشنی میں بادشاہ نے دیکھا کہ وہ ایک سنگی دیواروں والے چھوٹے سے کمرے میں موجود تھا۔

"یہ۔۔۔۔ یہ تو ایک کال کوٹھڑی ہے۔ ایک قید خانہ۔" وہ گھبرا کر بولا۔

"ہم تمہیں یہاں نہیں رکھیں گے۔ بلکہ کہیں اور لے جائیں گے۔" ایک دوسرا

نقاب پوش بولا۔

"کہاں ؟۔ تُم مُجھے کہاں لے جاؤ گے ؟"

"یہ تمہیں جلد ہی معلوم ہو جائے گا۔ چلو تم ہمارے ساتھ چلو۔"

"ہر گز نہیں!" بادشاہ چلّایا۔ "میں ہر گز تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا!"

"اگر تُم نے ہماری بات نہ مانی تو میرے عزیز۔ میں تمہیں اپنے لبادے میں لپیٹ کر اپنے کندھے پر لاد کر یہاں سے لے جاؤں گا۔" لمبے چوڑے نقاب پوش نے نرمی سے کہا۔ "یہ دیکھو۔ میرا ایک ہی گھونسہ تمہیں بے ہوش کر دینے کے لیے کافی ہو گا۔" اس نے اپنے لبادے میں سے اپنا بڑا سا طاقت ور ہاتھ نکال کر بادشاہ کو دِکھایا۔ بادشاہ کپکپا گیا۔ بندوق بردار آدمی نے اُسے بندوق سے چلنے کا اشارہ کیا۔

"کوئی ہچر مچر نہ کرو۔ چلو۔"

بادشاہ تشدّد سے ڈرتا تھا۔ اُس کی چھٹّی حِس نے اُسے بتا دیا تھا کہ اگر اُس نے اُن

آدمیوں کا کہانہ مانا تو وہ تشدّد سے بھی ہر گز گریز نہ کریں گے۔ وہ بستر سے نیچے اتر آیا۔ اس نے اپنے قدموں کے نیچے سیلن زدہ زمین محسوس کی۔ لالٹین بردار آدمی آگے بڑھ گیا۔ لمبے چوڑے آدمی نے بادشاہ کو ہلکا سا دھکّا دیا۔

"چلو۔ آگے بڑھو۔"

بادشاہ لالٹین بردار آدمی کے پیچھے ہو لیا۔ باقی دونوں آدمی اِس کے پیچھے پیچھے آنے لگے۔ اس کوٹھڑی سے نکلنے کے بعد ایک مُڑتی بل کھاتی راہداری آئی تھی۔ اس میں چلتے چلتے وہ ایک لوہے کے دروازے تک پہنچ گئے۔ لالٹین بردار آدمی نے اپنی جیب سے چابی نکال کر اس دروازے کا تالا کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ تازہ ہوا کا ایک خوش گوار جھونکا بادشاہ کے چہرے سے ٹکرایا۔ اس نے کہا:

"کم از کم مُجھے اتنا تو بتا دو کہ تم مُجھے کہاں لے جا رہے ہو؟ تُم آخر فرانس کے بادشاہ کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہو؟"

"یہ الفاظ بھُول جاؤ۔" بندوقچی بولا۔ "تُم اب ہر گز شاہِ فرانس نہیں ہو۔"

وہ تینوں بادشاہ کو ساتھ لیے گھاس کے ایک قطعہ کو عبور کر کے ایک گھوڑا گاڑی کی طرف، جو وہاں کھڑی تھی، بڑھ گئے۔ گاڑی کے گھوڑوں کی لگامیں ایک درخت کے تنے سے بندھی تھیں۔

"چلو اندر داخل ہو جاؤ۔" لالٹین بردار نے بادشاہ سے کہا اور گاڑی کا دروازہ کھول دیا۔

بادشاہ خاموشی سے گاڑی میں سوار ہو کر اندر ایک سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد بندوقچی اور لالٹین بردار بھی گاڑی میں چڑھ آئے اور اُس کے پاس بیٹھ گئے۔ اُن کے بیٹھتے ہی گاڑی کا دروازہ فوراً ہی بند ہو گیا۔ لمبے چوڑے آدمی نے گھوڑوں کی باگیں سنبھالیں اور کوچوان کی جگہ پر جا بیٹھا۔ اس کے چابک سے ہی تنومند گھوڑے حرکت میں آ گئے اور گاڑی جلد ہی تیز رفتاری سے چلتی ہوئی پیرس جانے والی سڑک پر ہو لی۔

صُبح کے تین بجے گھوڑا گاڑی شہر میں داخل ہو گئی اور فیبورگ سینٹ اینٹوائن کا موڑ مُڑ کر بیس تیل کی سمت ہو لی۔ کوچوان نے پکار کر کانسٹیبل سے کہا۔ "بادشاہ

کے حکم سے!" اور گھوڑا گاڑی کو بیس تیل کی بُلند و بالا چہار دیواری کے اندر لیتا گیا۔ گورنر کی رہائش گاہ کے سامنے پہنچ کر اس نے گھوڑا گاڑی روک دی۔ اُسی وقت ایک گارڈ اندر سے نکل کر اُن کی طرف چلا آیا۔

"جاؤ۔ جا کر گورنر کو جگاؤ۔" کوچوان بارُعب لہجے میں اس سے بولا۔

لالٹین بردار آدمی نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور نقاب پوش بندوقچی نے اپنی بندوق کی نال بادشاہ کے سینے سے لگا دی۔

"اگر اُس نے ایک لفظ بھی کہا تو فوراً اُس کے جسم میں گولی اُتار دینا۔" کوچوان اپنی جگہ سے اُترتے ہوئے بندوقچی سے بولا اور اپنے چہرے سے نقاب اُتارتے ہوئے گورنر کے گھر کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اندر داخل ہو گیا۔ اِسی وقت گورنر ڈریسنگ گاؤن پہنے بر آمدے میں چلا آیا۔

"اوہو۔ موسیو ڈی آر بلے آپ!" وہ حیرت سے چلّایا۔ "اِس وقت آپ کو مُجھ سے کیا کام آن پڑا؟"

”ایک غَلَطی۔ میرے عزیز موسیو باسیمو۔“ ارامس بولا۔ ”لگتا ہے اُس دِن میں غَلَطی پر تھا۔ آپ کو یاد ہو گا کہ بادشاہ کی طرف سے مارشیالی کی رہائی کے سِلسِلے میں آپ کو حکم نامہ پہنچا تھا؟ تو میرے عزیز، وزارتِ جیل خانہ جات نے اِس غَلَطی کی نشان دہی کی ہے۔ اب میں بادشاہ کی طرف سے آپ کے لیے یہ حکم لے کر آیا ہوں کہ اصل آدمی یعنی سیلڈن کو رہا کر دیا جائے۔“

”سیلڈن کو؟ کیا آپ نے واقعی یہی نام لیا ہے؟“

”ہاں۔ یہ رہا حکم نامہ۔“ ارامس نے اُسے حکم نامہ تھما دیا۔

”اوہو! یہ تو وہی ہے جو میرے ہاتھوں سے پہلے بھی گُزر چُکا ہے۔ اِس پر پڑا ہوا یہ سیاہی کا نشان میں پہچانتا ہوں لیکن مارشیالی کے بارے میں کیا حکم ہے؟“

”میں اُسے اپنے ساتھ یہاں لایا ہوں۔“

”مُجھے اُسے دوبارہ قید میں ڈالنے کے لیے ایک نیا حکم نامہ چاہیے۔“

”اِس کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ حکم نامہ کہاں ہے جس میں مارشیالی کی رہائی کا لکھا

ہوا تھا؟"

باسیمو دوڑ کر ایک لوہے کی الماری کی طرف گیا اور اس میں سے وہ حکم نامہ نکال لایا۔ ارامس نے اُسے اُس کے ہاتھ سے جھپٹ لیا اور اپس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔ پھر اس نے ان ٹکڑوں کو لیمپ کے سامنے کرتے ہوئے جلا دیا۔

"میرے خُدا! یہ آپ نے کیا کِیا؟" باسیمو چلّایا۔

"یہ ایک بالکل سادہ سی بات ہے۔" ارامس بولا۔ "آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ کو مارشیالی کی رہائی کے لیے کوئی شاہی حکم نامہ نہیں موصول ہوا اور چونکہ میں اُسے یہاں واپس لے آیا ہوں۔ اِس لیے لگے گا کہ اِس طرح گویا اُسے کبھی یہاں سے نکالا ہی نہ گیا تھا۔ بس آپ فوراً جائیں اور مارشیالی کو اُس کی کوٹھری میں بند کر دیں اور اُس شخص سیلڈن کو رہا کر دیں۔ سمجھے آپ؟"

باسیمو نے سر کو جُنبش دی۔ اپس کے انداز سے بے بسی نمایاں تھی۔

ارامس آگے جھکا اور اپنا چہرہ باسیمو کے کان کے قریب لاتے ہوئے کہنے لگا۔

”آپ جانتے ہیں کہ اس شخص مارشیالی اور ہمارے بادشاہ میں تھوڑی بہت مشابہت موجود ہے۔ چنانچہ ہوا یہ تھا کہ مارشیالی نے رہا ہوتے ہی سب سے پہلے بادشاہ کے لباس جیسا لباس پہنا۔ پھر یوں ظاہر کرنے لگا گویا بادشاہ وہی ہے۔ بادشاہ نے جب سُنا تو اُسے بہت ہی غصّہ آیا۔ اب آپ ذرا غور سے میری بات سُن لیں۔ بادشاہ نے حکم دیا ہے کہ اگر میرے یا اُس کے علاوہ کسی اور شخص نے مارشیالی سے ملنے یا اُس سے کسی قسم کا رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تو اُسے اِس جُرم میں سزائے موت دے دی جائے گی۔ سمجھے آپ موسیو باسیمو؟ سزائے موت!“

”ہاں ہاں سمجھا کیوں نہیں۔“

”چلیں پھر ہم چل کر اُس بد نصیب کو دوبارہ قید میں ڈالتے ہیں۔“

”ہاں ضرور۔“

باسیمو نے اپنے ملازموں کو بُلا کر انہیں ڈھول اور گھنٹیاں بجانے کا حکم دیا تا کہ جیل میں موجود سپاہی اور محافظ سب وہاں سے ہٹ جائیں اور اِس پر اسرار قیدی

کی شخصیت کے بارے میں کوئی شکوک و شبہات میں مبتلا نہ ہو۔ اِس کے بعد وہ اور ارامس جس نے اپنے چہرے پر دوبارہ نقاب چڑھالی تھی۔ گھر سے نکل کر باہر کھڑی گھوڑا گاڑی کی طرف بڑھ گئے۔ اُنہوں نے اُس میں سے قیدی کو باہر نکالا۔ اُس کا چہرہ لالٹین کی روشنی میں بے حد زرد اور ستا ہوا دِکھائی دے رہا تھا۔ اُس کے پیچھے پیچھے ایتھوس بھی اپنی بندوق سنبھالے گاڑی سے نیچے اُتر آیا۔"

"تُم۔۔۔ بدنصیب آدمی!" گورنر بولا۔ "چلو تمہاری کوٹھڑی تمہاری منتظر ہے۔"

اس کے بعد وہ اُنہیں ساتھ لیے ایک دالان سے گُزر کر مُڑتی، بَل کھاتی اُن پتھّریلی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا جو مارشیالی کی کوٹھڑی کی طرف جاتی تھیں۔ کوٹھڑی کے دروازے پر پہنچ کر ارامس نے بادشاہ کے ہاتھ میں لالٹین پکڑا دی اور وہ بغیر کوئی لفظ کہے اندر داخل ہو گیا۔ اس کا چہرہ بے حد پیلا پڑا ہوا تھا اور آنکھیں وحشت سے پھٹی ہوئی تھیں۔ باسیمو نے دروازہ بند کیا۔ اس میں تالا لگایا اور ارامس کے ساتھ واپسی کے لیے مُڑ گیا۔

گھوڑا گاڑی کے قریب پہنچ کر ارامس ایتھوس کے ساتھ اس میں سوار ہو گیا۔

”یاد رکھیے موسیو باسیمو۔“ ارامس نے کھڑکی میں سے گورنر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ”کہ کوئی شخص بادشاہ کی اجازت کے بغیر اِس قیدی سے ملاقات نہیں کرے گا۔ اب آپ سیلڈن کو رہا کر دیجیے۔“

”بہت اچھّا موسیو۔ الوداع۔“

کوچوان کی جگہ پر بیٹھے پارتھوس نے گھوڑوں کو چابک رسید کیا اور گھوڑا گاڑی تیزی سے آگے بڑھ گئی اور جلد ہی بیس تیل کے آہنی پھاٹک سے باہر نکل گئی۔

☆☆☆☆☆

شہنشاہِ فرانس لوئی چہار دہم، جو چند گھنٹے پہلے ایک بڑا عظیم و باجبروت حکمران تھا، جس کے اختیارات لا محدود تھے، اِس کوٹھڑی میں سیلن زدہ دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ اس کوٹھڑی کی سردی اسے اپنے جسم میں ایک بھاری بوجھ کی مانند اُترتی محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے اپنی آنکھیں کھولیں۔ کوٹھڑی کی ایک دیوار میں خاصی بُلندی پر بنی ہوئی لوہے کی سلاخوں والی کھڑکی سے روشنی کمرے میں داخل ہو رہی تھی۔ گویا دِن چڑھ رہا تھا۔ اُسی وقت ایک ہلکی سی آواز نے اُس

کی توجّہ اپنی جانب مبذول کر لی۔ اس نے کوٹھڑی میں اِدھر اُدھر نظریں دوڑائیں۔ کوٹھڑی کے ایک کونے میں ایک بڑا سا چوہا بیٹھا سوکھی روٹی کا ایک ٹکڑا دانتوں سے کُتر رہا تھا۔ اُس کی کالی کالی چمک دار آنکھیں اِس کوٹھری کے قیدی پر جمی تھیں۔ بادشاہ کو بے حد کراہت سی محسوس ہوئی۔ اِس کے ساتھ ہی ایک شدید قسم کا خوف اس پر حملہ آور ہو گیا۔ اُس نے زور زور سے چیختے چِلّاتے ہوئے کوٹھڑی کے دروازے کو دھڑ دھڑانا شروع کر دیا لیکن کِسی نے بھی اِس شور وغُل کی جانب توجّہ نہ دی۔ بادشاہ نے کوٹھڑی میں رکھی ہوئی کرسی اُٹھائی اور اُس سے دروازے پر ضربیں لگانی شروع کر دیں۔ اُس کے چہرے سے پسینہ بہنے لگا۔ وہ کسی پاگل آدمی کی طرح کرسی کو بار بار دروازے پر مار رہا تھا اور اونچی آواز میں چیخ چلا رہا تھا۔ لیکن کوئی بھی اُس کی طرف متوجّہ نہ ہو رہا تھا۔

دو گھنٹے اِسی طرح گُزر گئے۔ اب اُسے کوئی بھی بادشاہ کی حیثیت سے شناخت نہ کر سکتا تھا۔ وہ اب ایک پاگل آدمی بن چُکا تھا۔ جو اپنے ناخنوں سے دروازے کو کھُرچ رہا تھا اور مُنہ سے ڈراؤنی اور خوف ناک آوازیں نکال رہا تھا۔ پھر بالآخر وہ

تھک ہار گیا اور زمین پر گِر کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

پندرھواں باب

جب شہنشاہ لوئی چہار دہم اس کال کوٹھڑی میں چیخنے چلّانے اور دروازہ توڑنے میں مصروف تھا تو اس وقت اس کا بھائی فلپ "کمرۂ مورفیوس" میں شاہانہ مسہری پر لیٹا ہوا تھا۔ اس کا سر نرم تکیے میں دھنسا ہوا تھا۔ اسے نیند نہ آرہی تھی لیکن وہ ہر آواز کو بڑی توجّہ کے ساتھ سُن رہا تھا۔ اس کا دِل آنے والے واقعات کے خیال سے زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ صُبح ہوتے ہوتے ایک سایہ سا چُپکے سے شاہی کمرے میں داخل ہو گیا۔ فلپ کو اِس متوقع آمد کے بارے میں معلوم تھا۔ اس

لیے اس نے کوئی حیرت ظاہر نہ کی۔

"ہاں موسیو ڈی آر بلے۔ کیا اُس نے مزاحمت کی تھی؟" اس نے پوچھا۔

"نہیں۔ وہ اس وقت بہت بدحواس دِکھائی دے رہا تھا۔"

"کیا بیس تیل کے گورنر کو کوئی شک نہیں ہوا؟"

"بالکل نہیں" ارامس نے کہا۔ "شہنشاہِ معظّم۔ آپ نے گزشتہ رات سونے سے پہلے۔۔۔"

"میں نے اپنے بندوقچیوں کے کپتان کو ہدایت کی تھی کہ میں اُس سے ملنا چاہوں گا۔" فلپ نے اُس کی بات کاٹتے ہوئے مُسکرا کر بولا۔

"مُجھے برابر والے کمرے میں قدموں کی چاپ سُنائی دے رہی ہے۔ یقیناً وہی ہو گا۔"

"پھر ہمیں حملہ شروع کر دینا چاہیے۔" فلپ مضبوط لہجے میں بولا۔

"محتاط رہیے۔ شہنشاہِ معظّم۔ خُدا کے لیے۔ دارتنان کُچھ نہیں جانتا۔ اُس نے کُچھ

بھی نہیں دیکھا لیکن اُس کی آنکھیں اور کان بڑے تیز ہیں۔"

"میں اب اُسے کس طرح واپس بھیج سکتا ہوں۔ جب کہ میں نے اُسے بُلایا ہے۔"
فلپ بے بسی سے بولا۔

"یہ معاملہ میں سنبھال لوں گا۔" ارامس نے جواب دیا۔ اُسی لمحے دارتنان نے دروازے پر دستک دی۔ وہ صُبح صادق کے طلوع ہوتے ہی اپنی آرام کرسی سے اُٹھ گیا تھا اور اپنا لباس ٹھیک کرنے اور تلوار لگانے کے بعد بادشاہ کی ہدایت کے مطابق اُس کے کمرے کی طرف چلا آیا تھا۔ جانے سے پہلے اس نے موسیو فوکے سے کہا تھا:

"آپ وعدہ کریں موسیو فوکے کہ آپ یہیں رہیں گے۔"

"ضرور۔ لیکن کیا تم مُجھے موسیو ڈی آر بلے سے ملنے کی اجازت دوگے ؟"

"میں کوشش کروں گا کہ اُنہیں آپ کے پاس لے آؤں۔"

بادشاہ کے کمرے کے دروازے پر پہنچ کر دارتنان نے اس پر دستک دی۔ دروازہ

کھُل گیا۔ یہ دیکھ کر اُس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ اس کے سامنے بادشاہ نہیں بلکہ ارامس کھڑا تھا۔

"صُبح بخیر۔ میرے عزیز دارتنان۔" ارامس نے کہا۔

"تُم یہاں؟" دارتنان حیرت سے بولا۔ اُسے حیرت اس بات کی تھی کہ آخر ارامس نے کس طرح راتوں رات بادشاہ کا قرب حاصل کر لیا تھا۔

"کپتان! تُم ایسا کرو کہ بادشاہ کے کمرے میں صرف ان ہی لوگوں کو داخل ہونے دو جنہیں اس کی خصوصی اجازت دی گئی ہے۔" ارامس نے کہا۔

" لیکن۔۔۔ شہنشاہِ معظّم نے مُجھے خود اِس وقت اپنی خدمت میں حاضری کی ہدایت کی تھی۔" دارتنان بولا۔

"چلے آؤ کپتان۔ اندر چلے آؤ۔" اندر سے بادشاہ کی آواز سُنائی دی۔ دارتنان کمرے میں داخل ہو گیا۔ اُس نے بادشاہ کو جھُک کر تعظیم دی۔ وہ اُس کی مُسکراہٹ سے کُچھ حیرت زدہ کُچھ بدحواس سا ہوا جا رہا تھا۔

”اور ہاں۔“ ارامس بولا۔ ”شہنشاہِ معظّم تمہیں موسیو فوکے کے بارے میں اپنا حکم نامہ دے رہے ہیں۔“

دارتنان نے وہ حکم نامہ لے لیا اور اس پر نظر دوڑائی۔

”ان سے کوئی تعرض نہ کیا جائے۔“ وہ بڑبڑایا۔ ”یعنی شہنشاہِ معظّم نے موسیو فوکے کو معاف کر دیا ہے؟“ اُس نے حیرت اور اُلجھن سے بادشاہ کی طرف دیکھا۔ پھر اس کے سامنے خفیف سا جھکا اور پیچھے ہٹ گیا۔

”ٹھہرو!“ ارامس بولا۔ ”میں بھی تمہارے ساتھ موسیو فوکے کے پاس جا رہا ہوں۔“

وہ دونوں خاموشی سے چلتے ہوئے موسیو فوکے کے کمرے میں جا پہنچے۔ جہاں موسیو فوکے بڑی پریشانی کے عالم ٹہل رہا تھا۔ اُس پر نظر پڑتے ہی اس کے منہ سے مسرّت بھری آواز نکلی۔

”تو کپتان تم موسیو ڈی آر بلے کو میرے پاس لے ہی آئے؟“

”آپ کے لیے ایک اچھّی خبر بھی ہے موسمو فوکے۔ شہنشاہ کے حکم سے آپ کو با عزّت بری کیا جاتا ہے۔“ دارتنان بولا۔ فوکے کی نظریں ایک دم ارامس کی سمت گھوم گئیں۔

”ہاں آپ کو موسیو ڈی آر بلے کا شُکر گزار ہونا چاہیے۔“ اُس نے کہا اور ارامس کی جانب گھوم گیا۔ ”یہ کیا معاملہ ہے میرے دوست۔ تمھیں بادشاہ کا قرب کیسے حاصل ہو گیا۔ جب کہ تُم اپنی زندگی میں دو یا تین بار ہی اس سے ملے ہو گے؟“

”دو یا تین بار؟ نہیں! ہر گز نہیں! حقیقت یہ ہے کہ میری شہنشاہِ معظّم سے خفیہ طور پر آج تک سینکڑوں ملاقاتیں ہو چکی ہیں۔ اچھا دارتنان تُم نے بادشاہ کی وہ ہدایات نہ بھلائی ہو گی جو اُنہوں نے آج صُبح ملاقات کے لیے آنے والوں کے بارے میں تمھیں دی ہیں؟“

اُس کی اس بات پر دارتنان کا چہرہ سُرخ پڑ گیا۔ کیوں کہ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ بات کرنے سے ارامس کا مطلب تھا کہ اب وہاں سے چلے جانا چاہیے۔ وہ فوکے کے سامنے تعظیماً تھوڑا سا جھکا۔ اِس کے بعد اُس نے جھک کر ارامس کو تعظیم دی۔

پھر کمرے سے باہر نِکل گیا۔ جب اُس کے پیچھے دروازہ بند ہوا تو موسیو فوکے ارامس کی طرف متوجّہ ہو گیا۔

"کیا ہوا تھا؟" اُس نے تجسّس سے پوچھا۔

"آپ کو وہ کاغذات یاد ہیں جو آپ کے پاس سے چوری ہو گئے تھے؟"

"ہاں ہاں کیوں نہیں؟"

"گزشتہ رات بادشاہ نے آپ پر قومی خزانے کی چوری کا الزام لگایا تھا۔"

"میرے خُدا! پھر اُنہوں نے مُجھے معاف کیسے کر دیا؟ کیا یہ کوئی راز ہے؟"

"ہاں۔" ارامس آہستہ سے بولا۔ "کیا آپ نے بادشاہ لوئی چہار دہم کی پیدائش سے تعلّق رکھنے والے غیر معمولی واقعے کے بارے میں کُچھ سُن رکھا ہے؟"

فوکے نے سر کو جُنبش دی۔ وہ کُچھ حیران سا ہو گیا تھا۔

ارامس نے کمرے میں چل پھر کر اس بات کا جائزہ لیا کہ وہ اور فوکے واقعی اس وقت کمرے میں اکیلے تھے۔ ہر جگہ خاموشی تھی۔ پھر وہ مُڑا اور اُس آرام کرسی

کے بالکل قریب آ کھڑا ہو گیا جس پر فوکے بیٹھا ہوا تھا۔

”میرا راز اِسی سے شروع ہوتا ہے۔“ ارامس کہنے لگا۔ پھر اُس نے دو جڑواں شہزادوں کی پیدائش سے لے کر گزشتہ رات تک کے تمام حالات فوکے کو کہہ سُنائے۔ فوکے کپکپاتے جسم اور زرد چہرے کے ساتھ سب کُچھ سُنتا رہا۔

”لیکن بادشاہ ہے؟“ اُس نے کانپتی ہوئی آواز میں پوچھا۔ ”وہ کہاں ہے؟“

”کون سا بادشاہ؟ وہ جو آپ سے نفرت کرتا ہے یا وہ جو آپ پر مہربان ہے؟“

”کل والا بادشاہ۔“

”وہ بیس تیل میں ہے۔“

”میرے خُدا، اُسے وہاں کون لے گیا؟“

”میں اور میرے ساتھی۔ ہم اسے مورفیوس کے کمرے سے نکال کر بیس تیل لے گئے۔“

فوکے کے مُنہ سے ایک ایسی کراہ نکلی گویا کسی نے اس پر ایک زور دار وار کر دیا

ہو۔

”یہ تمہارا کام ہے؟“ اُس کے منہ سے رُکتے رُکتے نکلا۔ ”تُم نے بادشاہ کو تخت سے اتار دیا؟ اُسے قید میں ڈال دیا۔ یہاں وا کس میں ایسا جرم سرزد ہوا ہے؟ میری چھت تلے؟“

”جُرم!“ ارامس نے حیرت سے پلکیں جھپکائیں۔

”ہاں ایک انتہائی نفرت انگیز جرم!“ موسیو فوکے چلّایا اور ایک دم ہی کُرسی سے اُٹھ گیا۔ اور ارامس کے بالکل سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ ”میں نے سُن رکھا ہے کہ اپنی جوانی میں تُم اور تمہارے دوست ایسے لوگ ہوا کرتے تھے جو ہر کام کر گزرتے تھے۔ غضب خدا کا! یہ تو غدّاری ہے سراسر غدّاری!“

”محتاط رہیے موسیو۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔“ ارامس بولا۔ اس کی آواز کپکپا رہی تھی۔

”تُم نے میری شدید بے عزّتی کی ہے۔“ فوکے چلّایا۔ ”میری چھت تلے ایسا

سنگین اور بھیانک جُرم۔"

"آپ اپنے حواسوں میں نہیں ہیں موسیو۔" ارامس بولا۔ "میں نے بادشاہ کو قید میں ڈال کر آپ کی زندگی بچائی ہے۔"

"یہ صحیح ہے۔" فوکے پُر سکون لہجے میں بولا۔ "کہ تُم نے میرے لیے یہ کام کیا ہے لیکن مُجھے تمہاری خدمات کی ضرورت نہیں۔ تُم اِس گھر سے فوراً نکل جاؤ۔"

ارامس اپنی جگہ پر منجمد سا کھڑا رہ گیا۔

"تُم فرانس سے نکل جاؤ۔" فوکے نے کہا۔ "تمہیں چار گھنٹے کی مہلت دیتا ہوں۔ تُم اور تمہارے دونوں ساتھی جہاز پر سوار ہو کر جزیرہ بیل چلے جاؤ۔ وہاں میں تمہیں ایک محفوظ پناہ گاہ مہیّا کر دوں گا۔ میرے آدمی وہاں تمہاری حفاظت کریں گے۔ اب جاؤ۔ ڈی آر بلے۔ میں اپنے ملازموں کو حکم دیتا ہوں کہ تمہارے لیے اصطبل سے تین بہترین گھوڑے تیّار کر دیے جائیں۔"

"شکریہ۔" ارامس سرد لہجے میں بولا۔

فوکے اُس کے سامنے خفیف ساجھکا۔ پھر خُفیہ سیڑھیوں کے ذریعے کمرے سے غائب ہو گیا۔ وہ سیڑھیاں گھر کے اندرونی ہال میں جا نکلتی تھیں۔ ارامس تیزی سے کمرے سے باہر نکلااور اس کمرے میں جا پہنچا جہاں ایتھوس اور پارتھوس چھُپے ہوئے تھے۔

"کیا ہمیں اکیلے چل دینا چاہیے؟" اُس نے اپنے آپ سے پوچھا۔ "یا شہزادے کو خبر دار کر دینا چاہیے؟ ہم اُسے دارتنان اور اُس کے بندوقچیوں کی موجودگی میں بھلا واکس سے کیسے باہر نکال سکیں گے؟ کیا ہم موسیو فوکے کو اغوا کرلیں؟ لیکن اِس طرح تو ملک خانہ جنگی کی لپیٹ میں آجائے گا اور شدید افراتفری اور بد نظمی کی لپیٹ میں آجائے گا۔ نہیں۔ یہ ممکن نہیں۔ ہم شہزادے کو بھی اپنے ساتھ نہیں لے جاسکتے۔ ہم جزیرہ بیل فرار ہو جائیں؟ ہاں یہ ٹھیک ہے۔ یہ ہر طرح سے مناسب ہے۔ شہزادے کو پیچھے چھوڑ دینا چاہیے۔ اِس کے علاوہ اور کوئی چارا کار نہیں۔"

ڈیڑھ گھنٹہ بعد بادشاہ کے کمرے کے ساتھ والے کمرے سے دارتنان نے تین

گھڑ سواروں کو بڑی تیز رفتاری سے گھوڑے دوڑاتے ہوئے پھاٹک سے باہر نکلتے دیکھا۔

''اوہو۔'' وہ بڑبڑایا۔ ''یہ تو میرے پرانے دوست ارامس، ایتھوس اور پار تھوس ہیں، مُجھے یہ تو معلوم تھا کہ ارامس یہاں ٹھہرا ہوا ہے لیکن ایتھوس اور پار تھوس کی یہاں موجودگی میں لاعلم ہی رہا۔ یہ تینوں تو اِس طرح بھاگے جا رہے ہیں گویا گرفتاری کے خوف سے فرار ہو رہے ہوں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ اپنے کسی اہم مشن پر جا رہے ہوں۔ میرے خُدا! اس جگہ رہتے ہوئے کُچھ ایسی باتیں رونما ہو رہی ہیں جو میری سمجھ میں نہیں آ رہیں۔''

لیکن اب وہ وقت تیزی سے قریب آ رہا تھا جب اُسے واکس میں ہونے والی اُن پر اسرار باتوں کے بارے میں سب کُچھ معلوم ہو جاتا۔ اِس دوران مورفیوس کے کمرے میں بیس تیل سے رہا کیا جانے والا شہزادہ بڑی بے صبری کے ساتھ ارامس کی واپسی کا انتظار کرتا رہا۔

سولھواں باب

موسیو فوکے اپنی گھوڑا گاڑی میں سوار بڑی تیز رفتاری کے ساتھ بیس تیل کی جانب اُڑا جا رہا تھا۔ اُس نے جو کچھ دیکھا اور سُنا تھا، اُس نے اُس کے تمام جسم پر لرزہ طاری کر رکھا تھا۔ فرطِ خوف و دہشت سے اُس کی بُری حالت ہو رہی تھی۔ اُسے رہ رہ کر یہ خدشہ ستا رہا تھا کہ اُس نے ایک انتہائی خطرناک جال میں اپنا سر ڈال دیا تھا اور اب جوں ہی وہ بیس تیل پہنچے گا۔ اُس کی گرفتاری کا حکم نامہ اُس کا منتظر ہو گا جو اُسے معزول بادشاہ کے پاس پہنچا دے گا۔ اِس خیال کے پیشِ نظر وہ

ہر اُس چوکی پر جہاں گھوڑے بدلائے جاتے رہے، اپنے مہر شدہ احکامات دیتا گیا۔ یہ احکامات دارتنان کے نام تھے۔ بیس تیل پہنچ کر وہ اپنی حیثیت کی بدولت بلا روک ٹوک اندر داخل ہو گیا۔ اُسے گورنر کی رہائش گاہ میں لے جایا گیا۔ گورنر باسیمو کی حالت اِس وقت بہت خراب ہو رہی تھی۔ وہ فرطِ خوف و گھبراہٹ سے تھر تھر کانپ رہا تھا۔ وہ اِس وقت تو بالکل نیم جان سا ہو گیا جب فوکے نے اُس سے سختی سے کہا:

"مجھے اُس قیدی کے پاس لے چلو۔ جسے آج صُبح موسیو ڈی آربلے نے یہاں لا کر قید کیا تھا۔"

"اگر آپ اُسے یہاں سے نکال کر لے جائیں تو یہ آپ کی بڑی مہربانی ہو گی۔ میں اس کے بارے میں آپ کو لکھنے ہی والا تھا۔ وہ شخص جب سے یہاں لایا گیا ہے۔ پاگلوں کی طرح چیخ چلا رہا ہے۔" باسیمو بولا۔

"میں خود اُسے یہاں سے لے جاتا ہوں۔" فوکے بولا۔

"لیکن موسیو۔ آپ جانتے ہی ہوں گے کہ اُسے بادشاہ کی اجازت کے بغیر ہرگز

یہاں سے نہیں نکالا جا سکتا۔" باسیمو بولا۔

"باسیمو!" فوکے سرد لہجے میں بولا۔ "میں تمہیں خبردار کرتا ہوں۔ اگر تم نے وہی نہ کیا جو میں کہتا ہوں تو میں تیس ہزار سپاہیوں اور دس ہزار توپوں کے ساتھ اِس جیل خانے پر حملہ آور ہو جاؤں گا۔ اِس جگہ پر قبضہ کرنے کے بعد میں سپاہیوں کو حکم دوں گا کہ تمہیں پکڑ کر پھانسی پر لٹکا دیں۔ باسیمو! تُم بغاوت اور غدّاری جیسے جرائم کے مرتکب ہو رہے ہو!"

"بس کیجیے موسیو! خُدا کے لیے!" باسیمو خوف زدہ ہو کر چلّایا۔ "میں خود آپ کو مارشیالی کی طرف لے چلتا ہوں۔"

"جیلر سے چابیاں لے لو۔" فوکے نے اُسے حکم دیا۔ "اور اُسے پیچھے رہنے کی ہدایت کر دو اور میری اُس قیدی کی کوٹھڑی تک رہ نمائی کرو۔ اِس جگہ کسی کو معلوم نہیں ہونا چاہیے کہ یہاں سے کسی قیدی کو رہا کیا گیا ہے۔"

باسیمو نے اثبات میں سر ہلایا۔ پھر اُس نے جیلر کو بُلا کر اُس سے چابیاں لیں اور موسیو فوکے کو ساتھ لے کر گھر سے نکل کر جیل خانے کی عمارت کی طرف بڑھ

گیا۔ جب وہ مُڑتی بل کھاتی سیڑھیوں پر چڑھ کر راہ داری میں داخل ہوئے تو اُن کے کانوں میں چیخنے چلّانے کی آوازیں پہنچنے لگیں۔ یہ آوازیں سُنتے ہی فوکے بُری طرح سے کپکپانے لگا۔ اس نے رُک کر باسیمو کے ہاتھ سے چابیوں کا گُچھّا چھین لیا۔

"اس کوٹھڑی کی چابی کون سی ہے؟" اُس نے پوچھا۔

"یہ رہی۔"

اُسی وقت اُس کوٹھری سے ایک بُلند چیخ کی آواز سُنائی دی۔ اس کے ساتھ ہی اس کے دروازے پر کسی چیز کے مارے جانے کی آواز بھی بُلند ہوئی۔

"تُم یہاں سے جاؤ۔ اگر تُم میرے بلائے بغیر اِس جگہ آئے تو میں تمہیں اِس جگہ کی بدترین کوٹھری میں پھینکوا دوں گا۔" فوکے بولا۔ باسیمو فوراً ہی اُس جگہ سے بھاگ اُٹھا۔

قیدی کی چیخ و پکار اب بُلند سے بُلند تر ہوتی جا رہی تھی۔ فوکے نے چابی تالے میں

لگائی۔ اُسی وقت اندر سے بادشاہ کی پکار سُنائی دی۔

"مدد! مدد! موسیو فوکے نے مُجھے یہاں قید کروا دیا ہے! مدد کرو! میں شہنشاہِ فرانس ہوں۔"

اُس کے ساتھ ہی دروازے پر شدید ضربیں پڑنے لگیں۔ پھر فوراً ہی یہ شور وغُل بند ہو گیا۔ فوکے نے تالے میں چابی گھمائی اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

جب دونوں آدمی ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوئے تو دونوں کے مُنہ سے خوف زدہ سی چیخیں نکل گئیں۔ بادشاہ کا لباس بُری طرح سے پھٹ چُکا تھا اور دھجیوں کی صورت میں اُس کے جسم پر لٹکا ہوا تھا اور پسینے اور مٹّی سے داغ دار ہو رہا تھا۔ اُس کا چہرہ بے حد زرد پڑا ہوا تھا۔ اُس پر وحشت ناچ رہی تھی۔ اُس کے بال بِکھرے ہوئے تھے، ان پر خاک پڑی ہوئی تھی۔ فوکے خوف زدہ نظروں سے اُس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ بادشاہ کی طرف بڑھا۔ بادشاہ ایک دم پیچھے ہٹ گیا۔ اُس نے ٹوٹی ہوئی کرسی کا پایہ اُٹھالیا۔

"تُم کیا مُجھے قتل کرنے یہاں آئے ہو؟" اُس نے چلّا کر فوکے سے پوچھا۔

”شہنشاہِ معظّم!“ فوکے بولا۔ ”میں آپ کا دوست ہوں۔“

”دوست! تُم؟“ بادشاہ نفرت بھرے لہجے میں بولا۔

”میں آپ کا بہت وفادار اور جاں نثار خادم ہوں۔ شہنشاہِ معظّم۔“ فوکے بولا اور بادشاہ کے سامنے گھٹنوں کے بل زمین پر جھک گیا۔ آپ نے یہاں بہت تکلیف اُٹھائی ہے۔ میرے آقا۔ میں آپ کو یہاں سے رہا کرنے کے لیے آیا ہوں۔“

بادشاہ نے گہری نظروں سے اُس کی طرف دیکھا اور کرسی کا پایہ ایک طرف پھینک دیا۔ اس کا سانس پھولا ہوا تھا۔ اس نے اپنے تار تار لباس کی طرف دیکھا اور شرمندگی سے بھر گیا اور پیچھے ہٹ گیا۔ فوکے کُچھ نہ سمجھ سکا۔ وہ یہ نہ دیکھ سکا کہ بادشاہ کو اُس کے سامنے اِس حالت میں اپنے آپ کو کھڑا دیکھ کر اپنا وقار مجروح ہوتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

”رہا کرنے کے لیے؟“ بادشاہ نے دہرایا۔ ”تو تُم مُجھے یہاں قید کروانے کے بعد اب یہاں سے رہا کرنے کے لیے آئے ہو؟“

”یہ ہر گز ہر گز سچ نہیں؟“ فوکے ناراضگی سے بولا۔ ”آپ ایسا الزام مُجھ پر نہ لگائیں۔ یہ ہر گز میرا کام نہیں تھا۔“

پھر اُس نے تیزی سے بادشاہ کو اس کے خلاف کی جانے والی سازش کی تفصیلات بتانی شروع کیں۔ لوئی چہار دہم بڑی توجّہ سے اُس کی باتیں سُنتا رہا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ بہ مشکل ہی اُس کی باتوں پر یقین کر رہا تھا۔

”میں نے سب سے پہلے جو بات سوچی، وہ آپ کی یہاں سے رہائی تھی، شہنشاہِ معظّم!“ فوکے نے کہا۔ ”اب میں آپ کے حُکم کا مُنتظر ہوں۔ میں نے اِس سازش کے سرغنہ کو بے نقاب کرنے کے ساتھ ہی سارے منصوبے کو اُلٹ دیا ہے۔“

”تُم نے اُس نقلی بادشاہ کو بھی بے نقاب کر دیا ہو گا؟“ لوئی نے پوچھا۔

”نہیں شہنشاہِ معظّم! میں نے ابھی تک اُسے نہیں دیکھا۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ اس سازش کا سرغنہ۔۔۔“

”وہ کون ہے؟“ بادشاہ نے پھُنکار کر پوچھا۔

”موسیو ڈی آر بلے۔“

”تمہارا دوست؟“

”وہ میرا دوست پہلے تھا۔ اب نہیں۔“

”تُم واقعی بڑی بد نصیبی سے دو چار ہو گئے ہو۔“ بادشاہ نے کہا۔ ”اور باقی دو کون ہیں جو اُس کے ساتھ اس سازش میں شریک تھے؟“

”موسیو ڈی لافیئر اور بیرن ڈی ویلون۔“

”آہ وہ تین!“ بادشاہ تلخی سے بولا۔ ”وہ مشہور و معروف تین دوست جو میرے باپ کی بڑی وفاداری اور جان نثاری سے خدمت کرتے رہے ہیں! ہم فوج کی ایک بھاری تعداد کے ساتھ واکس جائیں گے اور انہیں گرفتار کر لیں گے۔“

”شہنشاہِ معظّم۔“ فوکے سخت لہجے میں بولا۔ ”آپ کو اِس کا اختیّار ہے کہ آپ اپنے بھائی فِلپ کی جان لے لیں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ موسیو ڈی آر بلے اور اُس کے ساتھیوں کی جان بخشی فرمادیں۔“

”ہرگز نہیں! ایسا میں عُمر بھر نہیں کر سکتا!“ بادشاہ غصّے سے بولا۔

”شہنشاہِ معظّم! مُجھے معلوم تھا کہ آپ یہی کہیں گے۔ اِس لیے میں نے اس کا متبادل انتظام کر لیا ہے۔“

”کیا مطلب ہے تمہارا؟“

”شہنشاہِ معظّم۔ میں نے موسیو ڈی آربلے اور اس کے ساتھیوں کو اپنے اصطبل کے بہترین گھوڑے دے دیے تھے تاکہ وہ جزیرہ بیل میں واقع میرے قلعے میں پناہ گزین ہو جائیں۔“

”میری فوج اُس قلعے کو فتح کر لے گی۔“ بادشاہ نخوت سے بولا۔ ”پھر یہ معاملہ ختم ہو جائے گا۔“

”آپ کی ساری فوج مل کر بھی اُس جزیرہ کو فتح نہیں کر سکتی۔“ فوکے سرد لہجے میں بولا۔ ”یہ ناقابلِ تسخیر ہے۔“

فرطِ غیظ و غضب سے بادشاہ کی آنکھوں سے چنگاریاں سی نکلنے لگیں۔ فوکے سمجھ

گیا کہ وہ بازی ہار گیا تھا لیکن وہ بڑی جرأت مندی سے بادشاہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑا رہا۔ بادشاہ نے بہ مشکل تمام اپنا غصّہ ضبط کیا اور کُچھ دیر کی خاموشی کے بعد پوچھا:

"کیا تُم واکس واپس جارہے ہو؟"

"میں شہنشاہِ معظّم کے حکم کا غُلام ہوں۔" فوکے بولا۔ "میرا خیال ہے آپ کو سب سے پہلے اپنا لباس تبدیل کر لینا چاہیے۔ اس کے بعد ہم واکس چلیں گے۔"

"ہم لاورے چلتے ہیں۔" بادشاہ نے کہا۔ "میں وہاں لباس تبدیل کر لوں گا۔ آؤ۔"

"وہ دونوں راہداری میں سے گُزر کر سیڑھیاں اُتر کر صحن میں کھڑی گھوڑا گاڑی کی طرف بڑھ گئے۔ سیڑھیوں کے قریب کھڑا اباسیمو کسی مجسّمۂ حیرت کی طرح ساکت و صامت کھڑا امار شیالی کو ایک مرتبہ پھر قید سے رہا ہو کر وہاں سے جاتے دیکھتا رہا۔"

سترھواں باب

جب کافی دیر گُزر گئی اور ارامس "مورفیوس کے کمرے" میں نہ پہنچا تو فِلپ نے فیصلہ کیا کہ اُسے اپنی ہمّت اور حوصلے سے کام لیتے ہوئے اصل بادشاہ کا کردار ادا کرنا چاہیے۔ اپنے فرائض کی ادائی میں تاخیر لوگوں کو اُس کی جانب سے مشکوک بنا سکتی تھی۔ اُس نے اپنے کمرے کا دروازہ کھولا تو بہت سے لوگ کمرے میں داخل ہو گئے۔ جب تک اس کے ملازمینِ خصوصی اُس کا لباس تبدیل کرتے رہے۔ وہ خاموش ہی رہا لیکن اُس نے اپنی حرکات و سکنات میں شاہی رُعب و

وقار ملحوظ رکھا۔ تاکہ وہ اُس کی جانب سے کسی شُبے میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

ملازمین نے اُسے شکار کا لباس پہنایا۔ اُس کے بعد وہ اپنے پہلے ملاقاتیوں سے ملنے کمرے میں آ گیا۔ ارامس اُسے سب لوگوں کے بارے میں بتا چکا تھا۔ اِس لیے اُس کے لیے اپنے اِن ملاقاتیوں کو پہچان لینا کُچھ مُشکل ثابت نہ ہوا۔ اُن میں ایک این آف آسٹریا، اُس کی ماں تھی۔ اُس کے ساتھ اُس کا دوسرا چھوٹا بھائی ڈیوک آف آرلینز کھڑا تھا۔ فلپ اُنہیں دیکھ کر مُسکرایا لیکن اپنی ماں کو دیکھتے ہی اُس کا دِل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ وہ اپنے درباریوں کے سامنے دوستانہ انداز میں جھکا۔ جو جواباً اُس کی طرف دیکھ کر مُسکراتے رہے اور جھُک جھُک کر اُسے تعظیم دیتے رہے۔ پھر اُس نے اپنا ہاتھ اپنی بھابی ہنریٹا کی طرف بڑھا دیا جس نے اُس سے مصافحہ کرتے ہوئے اسے صُبح بخیر کہی۔

کمرے میں موجو کسی بھی شخص کو اس پر کسی قسم کا شُبہ نہ ہوا تھا۔ نہ کسی نے کسی غیر معمولی بات کو محسوس کیا تھا۔ اس کی ماں واکس میں کیے جانے والے شان دار اِستقبال کی باتیں کرتی رہی اور اس بات پر حیرانی ظاہر کرتی رہی کہ آخر وزیرِ

خزانہ بادشاہ سے بھی بڑھ کر زیادہ شاہانہ طریقے سے کس طرح زندگی گزار رہا تھا۔ اُس کے پاس اتنامال و دولت کہاں سے آیا تھا۔

”مادام۔“ فِلپ بولا۔ ”میں نہیں چاہتا کہ موسیو فوکے کا بُرے الفاظ میں تذکرہ کیا جائے۔“

اس کے یہ الفاظ سُنتے ہی اُس کی ماں نے اُس کی اور اصل بادشاہ کی آواز میں موجود معمولی سے فرق کو محسوس کر لیا اور چونک گئی اور گہری نظروں سے اُسے دیکھنے لگی۔ اُس نے اُس کا ہاتھ اُٹھالیا اور ہلکے سے اُس پر بوسہ دیا۔

”لگتا ہے شہنشاہِ معظّم کو کسی کا انتظار ہے۔“ ہنریٹا بولی۔ اُس نے دیکھ لیا تھا کہ بادشاہ کی نظریں بار بار دروازے کی طرف اُٹھ رہی تھیں۔ اُسے دراصل ارامس کا انتظار تھا۔

”میں ایک بہت معزّز و محترم شخص کا انتظار کر رہا ہوں۔ تا کہ اسے آپ لوگوں سے ملوا سکوں۔“ فلپ نے کہا۔ ”آہا! یہ رہا دار تنان۔ یہاں آؤ کپتان۔ میں تُم سے کُچھ کہنا چاہتا ہوں۔“

”فرمائیے۔“ دارتنان اُس کی طرف چلا آیا۔

”یہ موسیوڈی آربلے کہاں ہیں؟ اُنہیں میری طرف بھجوادو۔“

دارتنان کا خیال تھا کہ ارامس کو شاید بادشاہ نے اپنے کسی خُفیہ کام سے کہیں بھیجا تھا لیکن اب جب بادشاہ نے اُس کی بابت دریافت کیا تو وہ اُلجھن میں پڑ گیا اور اُسے کوئی جواب نہ دے سکا۔

”اور مہربانی کر کے کسی سے کہو کہ وہ موسیو فوکے کو یہاں بھیج دے۔ میں اُن سے کُچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔“ بادشاہ نے کہا۔

دارتنان وہاں سے چلا گیا اور اپنا کام کر کے واپس آ گیا۔ نیا بادشاہ اپنے معمولات میں مصروف ہو گیا۔ اس کے اہلِ خاندان، اُس کے درباریوں، اُس کے افسروں اور ملازمین کسی کو بھی اُس پر معمولی سا شک نہ ہو سکا۔ پھر جوں جوں وقت گزرتا گیا۔ شاہی خاندان کی آپس کی گفت گو کا سلسلہ ختم ہوتا گیا۔ فِلپ اب ارامس کی غیر حاضری سے بے چینی سی محسوس کرنے لگا تھا۔ اِس بے چینی اور اضطراب میں وہ اپنے بھائی اور بھابی ہنریٹا کو وہاں سے رُخصت ہو جانے کا اشارہ کرنا بھی

بھول گیا۔ وہ بھی اُس کے اِس رویّے سے بہت حیران و پریشان دکھائی دے رہے تھے۔ این آف آسٹریا اُس کی طرف بڑھی اور ہسپانوی زبان میں اُس کے کان میں کُچھ کہا۔ فلپ کو ہسپانوی زبان نہ آتی تھی۔ اس کی رنگت ایک دم زرد پڑ گئی۔ اسی وقت باہر کُچھ شور سا سُنائی دیا۔

"آہ! موسیو فوکے آن پہنچے۔" دروازے میں کھڑے دار تنان نے کہا۔

"اُن کے ہمراہ یقیناً موسیو ڈی آر بلے بھی ہوں گے۔" فِلپ بولا۔

کمرے میں موجود تمام لوگوں کی نظریں دروازے کی طرف اٹھ گئیں لیکن دروازے پر جو شخص نمودار ہوا، وہ موسیو فوکے نہیں بلکہ لوئی چہار دہم تھا۔ موسیو فوکے اُس کے عقب میں دِکھائی دے رہا تھا۔ لوئی کا چہرہ بے حد زرد پڑا ہوا تھا اور اس پر شدید برہمی اور غصّے کے تاثرات پھیلے ہوئے تھے۔

مادر ملکہ کے منہ سے ایک چیخ نکلی۔ جیسے اُس نے کسی بھُوت کو دیکھ لیا ہو۔ ڈیوک آف آرلینز بے وقوفوں کی طرح کبھی فِلپ کو کبھی لوئی کو دیکھنے لگا۔ ہنریٹا ایک قدم آگے بڑھی۔ اُس کا خیال تھا شاید اُس نے اپنے جیٹھ کا عکس شیشے میں دیکھ لیا

تھا۔ ان دونوں کے چہرے مہرے، قد، کاٹھ، جسامت، حتّٰی کہ لباس میں بھی حیرت انگیز مشابہت موجود تھی۔ کیوں کہ لوئی نے لادرے سے جو لباس زیبِ تن کیا تھا۔ وہ بھی شکار کا لباس ہی تھا اور ویسی ہی رنگت کا تھا جیسا کہ فلپ پہنے ہوئے تھا۔ کمرے میں موجود ہر شخص شدید حیرت و خوف سے گنگ اِن دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ لوئی نے کبھی نہ سوچا تھا کہ اُس کا بھائی اُس سے ایسی حیرت انگیز مشابہت رکھتا ہو گا اور ہر شخص اُسے بہ آسانی اُس کی جگہ اپنا بادشاہ تسلیم کر لے گا۔

اب دارتنان کو بھی معلوم ہو گیا کہ اِس جگہ ارامس کی غیر موجودگی کیا معنی رکھتی تھی اور وہاں وہ کس قسم کی سازش کی بُو سونگھ رہا تھا۔

پھر لوئی نے ایک دم ہی ایک کھڑکی کھول دی۔ اور اس کے پردے ایک طرف ہٹا دیے۔ کمرہ تیز روشنی میں نہا گیا۔ فِلپ ایک دم یوں پیچھے ہٹ گیا گویا وہ تیز روشنی سے خوف زدہ ہو۔ لوئی اپنی ماں کی طرف مڑا۔

”والدہ محترمہ!“ اس نے کہا۔ ”یہاں موجود ہر شخص اپنے بادشاہ کو بھول چُکا

ہے۔ کیا آپ بھی اپنے بیٹے کو نہ پہچانیں گی؟"

این آف آسٹریا نے بڑی بے چارگی سے باری باری اپنے دونوں بیٹوں کو دیکھا مگر اس کے منہ سے کوئی آواز نہ نکل سکی۔

"والدہ محترمہ۔" فِلپ بولا۔ "آپ کیا مُجھے اپنا بیٹا تسلیم کریں گی؟"

مادر ملکہ دونوں ہاتھوں سے چہرہ ڈھانپے بے جان سی کرسی پر گِر گئی۔ اُس کے سارے جسم پر لرزہ طاری تھا۔ لوئی دارتنان کی طرف مُڑا اور اُس سے تیز لہجے میں بولا:

"کپتان ہم دونوں کے چہروں کو غور سے دیکھو اور بتاؤ کہ کس کے چہرے کا رنگ زیادہ زرد پڑا ہوا ہے؟"

دارتنان کو یاد آ گیا کہ وہ ایک سپاہی ہے۔ اس نے بغیر کسی تامل کے آگے بڑھ کر فِلپ کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا اور بولا:

"موسیو۔ آپ میرے قیدی ہیں۔"

فِلپ کے منہ سے ایک گہری سانس نکلی۔ وہ بے حس و حرکت سا اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔ اس کی ملامت بھری نظریں کبھی اپنے بھائی پر کبھی اپنی ماں پر پڑنے لگیں۔ انہوں نے اسے ماضی میں بھی دُکھ دیے تھے۔ اب آئندہ زندگی بھی اِسی طرح دُکھ اور تکالیف جھیلتے گزرنے والی تھی۔ لوئی نے نظریں جھُکا لیں اور اپنے بھائی ڈیوک آف آرلینز اور بھابی ہنریٹا کو بازوؤں سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا کمرے سے باہر لے گیا۔ مادر ملکہ بدستور اپنی کُرسی پر بیٹھی دونوں ہاتھوں سے چہرہ ڈھانپے سسکیاں بھرتی رہی۔

دارتنان فِلپ کے سامنے تعظیماً جھکا اور بولا:

"مُجھے معاف فرما دیجیے موسیو۔ لیکن میں ایک سپاہی ہوں اور میرا کام اپنے آقا کے حکم کی تعمیل کرنا ہے۔"

"شکریہ موسیو دارتنان، لیکن یہ بتاؤ کہ موسیو ڈی آربلے کہاں گئے؟"

"وہ ہر طرح سے محفوظ و مامون ہیں موسیو۔" موسیو فوکے بولا۔ "اُنہیں اور اُن کے دوستوں کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچے گا۔"

”آپ موسیو فوکے! آپ کو تو میں بھول ہی گیا۔“ فلپ اُداسی سے مُسکرایا۔

”جو کُچھ ہوا ہے، میں آپ سے معذرت خواہ ہوں موسیو۔“ موسیو فوکے اُس کے سامنے تعظیماً جھک کر بولا۔ ”لیکن بادشاہ میرا مہمان تھا۔“

فلپ نے ایک سرد آہ بھری:

”موسیو ڈی آربلے اور اُن کے دوست بہت بہادر لوگ تھے۔ شیر دل اور بہادر۔ آہ میں جب تک زندہ رہوں گا ان کے اس کارنامے کو یاد کرتا رہوں گا جس کی بدولت مُجھے تھوڑے عرصے کے لیے اس دُنیا کو دیکھنے کا موقع ملا۔ جسے میں اب شاید کبھی نہ دیکھ سکوں گا۔ چلو موسیو دارتنان۔ مُجھے اپنے ساتھ لے لو۔“

جب دارتنان اپنے قیدی کو ہمراہ لیے غلام گردش میں داخل ہوا تو موسیو کولبرٹ نے ایک کمرے سے نکل کر اُسے بادشاہ کی جانب سے ایک حکم نامہ تھما دیا۔ دارتنان نے اسے پڑھ کر فلپ کے حوالے کر دیا۔ اس کا چہرہ غصّے سے سُرخ ہو رہا تھا۔

فلپ نے بادشاہ کے لکھے ہوئے اس حکم نامے پر نظر دوڑائی۔ اس میں لکھا تھا:

”موسیو ڈی دار تنان! اپنے قیدی کو جزیرہ سینٹ مار گریٹ پہنچا دیں۔ قیدی کے چہرے کو سر سے لے کر گردن تک لوہے کے ایک نقاب سے ڈھانپ دیا جائے۔ لوہے کا یہ نقاب تاعمر قیدی کے چہرے پر موجود رہے گا۔ وہ کسی بھی صورت میں اسے اپنے چہرے سے نہ ہٹائے گا۔“

اٹھارہواں باب

اس واقعے کے تین ہفتے بعد اینٹی بس کی بندر گاہ پر ایک عجیب وغریب واقعہ رونما ہوا۔ یہ واقعہ کُچھ ایسا پر اسرار و حیرت ناک تھا کہ بندر گاہ پر کام کرنے والے ماہی گیر مدّتوں تک آپس میں سر گوشیوں میں اس کا ذکر کرتے رہے۔ وہ بُلند آواز میں آپس میں یا دوسرے لوگوں سے اس کا ذکر نہ کر سکتے تھے۔ کیوں کہ ایسی صورت میں اُنہیں سزائے موت کی دھمکی دی گئی تھی۔

اس رات اس بندر گاہ پر بادشاہ کے بندوقچیوں کا ایک کپتان آیا تھا۔ اس کا چہرہ لمبا

اور سانولے رنگ کا تھا۔ آنکھیں عقاب کی طرح تیز اور چمکیلی تھیں اور اس کی ناک اوپر کی جانب مُڑی ہوئی تھی۔ اس نے ایک کشتی کرائے پر لینے کی خواہش کی تھی اور کہا تھا کہ اسے حکومت کے ایک نہایت اہم کام کے لیے اس کشتی کی ضرورت تھی۔ اسے اِس کشتی میں ایک آدمی کو بادشاہ کے بندوقچیوں کی نگرانی میں جزیرہ سینٹ مارگریٹ پہنچانا تھا۔ اُس نے کشتی کے مالک سے کرایہ بھی طے کرلیا اور کہا کہ اسے آدھی رات کے وقت وہ کشتی درکار ہو گی۔ پھِر اُس نے وہاں موجود ملّاحوں کو دھمکی دی کہ اگر اُنہوں نے اس رات دیکھے جانے والے واقعے کے متعلّق عمر بھر کسی سے کُچھ کہا تو اُن پر بادشاہ غضب ناک ہو گا اور اُنہیں نہایت لرزہ خیز سزائیں دی جائیں گی۔

اس کشتی کے ملّاح اُس رات بے چینی سے اپنی کشتی کے عرشے پر اس کا انتظار کرتے رہے۔ آپس میں سرگوشیاں کرتے رہے اور بے چینی سے ساحل پر نظریں دوڑاتے رہے۔ اِس رات ہوا بالکل پُر سکون تھی اور گرم تھی۔ آسمان پر اِکّادُکّا بادلوں کے ٹکڑے تیر رہے تھے۔ وقفوں وقفوں سے بجلی چمک رہی تھی۔

آدھی رات ہوتے ہی ساحل پر ایک بند گھوڑا گاڑی آکر رُکی۔ اس کے آس پاس بندوقچی گھوڑوں پر سوار چلے آ رہے تھے۔ گھوڑا گاڑی کا دروازہ کھُلتے ہی سب سے پہلے بندوقچیوں کا کپتان باہر نکلا۔ اُس کے پیچھے پیچھے ایک آدمی بھی گاڑی سے باہر نکل آیا۔ وہ شاید کوئی قیدی تھا جو ایک لمبے سے لبادے میں ملبوس تھا۔ وہ دونوں آدمی چلتے چلتے کشتی تک آن پہنچے۔ کشتی میں سوار دو ملّاحوں نے اپنے ہاتھ اُن کی جانب بڑھا دیے۔ تاکہ اُنہیں سہارا دے کر کشتی میں سوار کر دیں۔ اُنہوں نے ابھی تک اِس قیدی کا چہرہ نہ دیکھا تھا لیکن اُسی وقت آسمان پر بجلی چمکی۔ اس کی روشنی میں اُنہوں نے دیکھا کہ ان کے سامنے موجود چہرہ گویا کسی بھُوت کا چہرہ تھا۔ جس کی طرف دیکھتے ہوئے خوف محسوس ہوتا تھا۔ اس آدمی کا سر اور چہرہ گردن تک لوہے کی ایک نقاب میں چھُپا ہوا تھا۔ اُس میں آنکھوں کی جگہ دو سوراخ بنے ہوئے تھے جن میں سے اُس کی آنکھیں جھانکتی ہوئی دِکھائی دے رہی تھیں۔

بندوقچیوں کے کپتان نے کشتی میں سوار ہوتے ہی ملّاحوں کو اپنا کام کرنے کا حکم

دیا۔ کشتی فوراً ہی ساحل سے دُور ہونے لگی۔ آہنی نقاب پوش اپنا سر بُلند کیے عرشے کے جنگلے سے لگا کھڑا تھا۔ ملّاح کشتی کھیتے ہوئے اُسے خوف بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ بندوقچیوں کا کپتان بھی بالکل خاموش تھا۔ سینٹ مارگریٹ کے جزیرے کے ساحل پر لالٹین حرکت کر رہی تھیں۔ وہاں موجود قلعے کا گورنر چوڑے چھجّے کا ہیٹ اور کوٹ پہنے اپنے سپاہیوں کے ساتھ ساحل پر کھڑا کشتی کے وہاں پہنچنے کا انتظار کر رہا تھا۔ سپاہیوں کی بندوقوں کی نالیاں لیمپوں کی روشنی میں چمک رہی تھیں۔ کشتی کے ساحل پر پہنچتے ہی ڈھول اور گھنٹیاں بجنے لگیں۔ بندوقچیوں کے کپتان نے نرمی سے قیدی کا بازو چھُوا اور کہا:

"تشریف لایئے موسیو۔"

"مُجھے موسیو کہو نہ آپ نہ جناب۔" قیدی نے ایسی آواز میں جو وہاں موجود سب لوگوں کے دِلوں میں تیر بن کر ترازو ہو گئی، کہا۔ "مُجھے ملعون کہو، ملعون!"

وہ دونوں کشتی سے اُتر کر ساحل پر آ گئے۔ لرزتے کانپتے ملّاح اُنہیں گورنر اور اُس کے سپاہیوں کی طرف بڑھتے دیکھتے رہے۔ کپتان گورنر کو ایک طرف لے گیا۔

اُس نے چند منٹ تک اُس سے کُچھ باتیں کیں۔ پھر چند کاغذات اُس کے ہاتھ میں دے دیے۔ پھر ملّاحوں نے اُسے چند قدم پیچھے ہٹ کر تنی ہوئی تلوار کے ساتھ اس آہنی نقاب پوش کو سیلوٹ کرتے دیکھا۔ کُچھ دیر تک وہ اسی حالت میں کھڑا رہا۔ پھر تیزی سے اپنی جگہ سے مُڑا اور کشتی کی طرف بڑھ گیا۔

ملّاح چپوؤں کی مدد سے کشتی کو ساحل سے دور کھیتے پانی میں دھکیلنے لگے لیکن اُن کی نظریں بدستور ساحل کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ اُنہوں نے لیمپوں کی روشنی میں اُس آہنی نقاب پوش قیدی کو گورنر کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے قلعے کے بُلند و بالا پھاٹک کی طرف جاتے ہوئے دیکھا۔ کھلے ہوئے پھاٹک تک پہنچ کر وہ رُک گیا۔ اس نے گردن موڑ کر ساحل کی طرف دیکھا۔ پھر اندر داخل ہو گیا۔ اُس کے پیچھے پھاٹک ایک چرچراہٹ کے ساتھ بند ہو گیا۔

"اب یہاں ہمارا کام ختم ہو چکا ہے۔" بندوقچیوں کا کپتان بولا۔ "چلو کشتی کو واپس موڑ دو۔"

اُس کا لہجہ سخت تھا لیکن ملّاحوں نے دیکھا کہ اُس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے

تھے۔

انیسواں باب

تینوں آدمی اس وقت بھُوری چٹّانوں سے اَٹے ہوئے ساحل پر کھڑے تھے۔ سمندر کا پانی اِن چٹّانوں سے ٹکرا ٹکرا کر واپس جا رہا تھا۔ یہ چٹّانیں سمندری طوفانوں کے لیے جزیرہ بیل کے لیے ایک حفاظتی دیوار کا کام دیتی تھیں۔ اُن کے پیچھے جزیرے کا بُلند و بالا اور سنگین دیواروں والا قلعہ دِکھائی دے رہا تھا جس کی فصیلوں پر سنتری چلتے پھِرتے نظر آ رہے تھے۔ مغربی سمت سورج سمندر میں ڈوبتا دِکھائی دے رہا تھا۔ تینوں آدمیوں کی نظریں اِس وقت مشرق کی سمت لگی

ہوئی تھیں۔ وہ بڑی فکر مندی اور پریشانی کے عالم میں جہازوں کو سمندر میں ساحل کی طرف بڑھتے دیکھ رہے تھے۔ اِن جہازوں کے مستولوں پر فرانس کے جھنڈے لہرا رہے تھے۔

"پانچ!" پارتھوس جہازوں کو گنتے ہوئے چلّایا۔ "چھے! سات! آہ میرے خدا! بادشاہ نے تو ہماری گرفتاری کے لیے اپنا تمام بحری بیڑا بھیج دیا ہے!"

"قلعے سے جنگ کا بگل بجادینا چاہیے۔" ایتھوس بولا۔

"تُم اپنی اپنی جگہوں پر جاؤ۔" ارامس بولا۔ "لیکن یاد رکھو کہ جوں ہی حالات ہمارے خلاف جانے لگیں۔ ہمیں فوراً ہی غار کا رُخ کرنا ہے۔ جہاں ماہی گیر ہمارا انتظار کر رہے ہیں۔"

اُسی وقت قلعے سے بگل بجنے کی آواز فضا میں گونج اُٹھی۔ اِس کے ساتھ ساتھ ڈھول بھی پیٹے جانے لگے اور گھنٹے بھی بجائے جانے لگے۔ ساحل پر سپاہی جمع ہونے لگے۔ توپ خانہ حرکت میں آ گیا اور سمندر میں آگے بڑھتے ہوئے جہازوں پر گولہ باری کی جانے لگی۔ جواباً جہازوں پر سے بھی ساحل کی جانب

توپیں داغی جانے لگیں۔ ساحلی چٹّانیں ٹُوٹ ٹُوٹ کر گِرنے لگیں۔ سمندر میں جیسے طُوفان سا آ گیا۔ ساحلی توپوں کی گولہ باری کے باوجود شاہی بیڑے کے جہاز ساحل کے قریب آ کر لنگر انداز ہونے لگے اور اُن میں سے سپاہی کشتیوں میں سوار ہو ہو کر ساحل پر اُترنے لگے۔ اِن کشتیوں پر قلعے سے توپیں داغی جانے لگیں لیکن وہ کشتیاں ساحل کے اتنے قریب پہنچ چکی تھیں کہ قلعے سے جانے والے گولے اُن سے کافی آگے سمندر میں جا جا کر گِرنے لگے۔ تینوں دوست ایک تنگ سی پہاڑی گُزر گاہ میں دُبکے ہوئے یہ نظّارہ دیکھ رہے تھے۔ شاہی فوج کے سپاہی ساحل پر اُتر کر ہر طرف پھیل رہے تھے۔ اُن میں سے چند اُس درّے کی طرف بھی آ نکلے۔ اُن میں سے جو سب سے آگے تھا۔ اُس کی پار تھوس سے مُڈ بھیڑ ہو گئی۔ اُس نے اُسے پکڑ لیا اور اپنے سر کے اُوپر گھُما کر اُس کے ساتھیوں پر پھینک دیا۔ دوسرے آگے بڑھنے والے سپاہیوں کو ارامس اور ایتھوس نے بُری طرح سے زخمی کر کے وہاں سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیا۔

جزیرے کی فوج نے شاہی فوج کا ایسی بے جگری اور بہادُری سے مُقابلہ کیا کہ

شاہی فوج مُقابلہ کرنا چھوڑ کر پسپا ہو گئی۔ اُس کے سپاہی کشتیوں میں بیٹھ کر جہازوں کی طرف فرار ہونے لگے۔ یہ دیکھ کر جزیرے کی فوج کے سپاہی یہ سمجھ بیٹھے کہ اُنہوں نے شاہی فوج پر مکمّل فتح حاصل کرلی ہے۔ اُنہوں نے اپنے ہتھیار اُتار دیے اور اپنے زخمی سپاہیوں کو اُٹھا اُٹھا کر قلعے میں لے جانے لگے۔ اُسی وقت جزیرے کے دوسری طرف سے توپوں کی شدید گولہ باری کی آوازیں گونج اُٹھیں۔

"میرے خُدا!" ارامس چلّایا۔ "شاہی دستے کا حملہ اور پسپائی محض ایک فریب تھا، باقی فوج جزیرے کے دوسری طرف اُتر چُکی ہے چلو دوستو! غار کی طرف بھاگ چلو۔ ہماری کشتی تیّار کھڑی ہے اور بادشاہ ابھی تک ہمیں گرفتار نہیں کر سکا۔"

وہ تینوں درّے میں سے گُزر کر غار کی سمت بھاگ اُٹھے۔ شاہی فوج کے اس تازہ حملے نے جزیرے کے باشندوں کو بے حد خوف زدہ کر دیا تھا اور وہ بدحواسی کے عالم میں قلعے کی طرف بھاگ رہے تھے تاکہ اُس میں پناہ لے سکیں۔ ارامس لوگوں کے ہجوم میں راستہ بناتا ہوا ایک بُلند ٹیلے پر چڑھ گیا۔

”میرے دوستو!“ وہ چیختے چلّاتے، بھاگتے دوڑتے لوگوں سے مخاطب ہوا۔ تُم ہماری حفاظت کے لیے جو کُچھ کر سکتے تھے تُم نے کر لیا ہے۔ تمہاری ذمّے داری اب ختم ہوتی ہے۔ بادشاہ کے سپاہیوں نے جزیرہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ اب کوئی جنگ نہیں ہو گی بلکہ قتلِ عام ہو گا۔ اُس لیے میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تُم اپنے گھروں کو واپس لوٹ جاؤ۔“

لوگ خاموشی سے سر جھکائے مرے مرے قدموں سے چلتے ہوئے وہاں سے جانے لگے۔ ارامس چھلانگ لگا کر اُس ٹیلے سے نیچے اُتر آیا اور تینوں دوست قلعے کی دیوار کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے ایک ویران سا میدان عبور کر کے ساحل سمندر پر واقع پہاڑی سِلسِلے تک آن پہنچے۔ وہاں جھاڑیوں سے اَٹی ایک پہاڑی ڈھلوان میں ایک گہرا غار واقع تھا۔

”پہلے میں جاتا ہوں۔“ ارامس بولا۔ ”مُجھے اشارہ معلوم ہے۔“

ارامس کی رہ نمائی میں باقی دونوں آدمی محتاط قدموں سے چلتے ہوئے نیچائی کی طرف جانے لگے۔ کُچھ دور آگے چل کر ارامس نے اپنے مُنہ سے اُلّو کی آواز

نکالی۔ جواباً غار کے ایک بہت دُور دراز کے حصّے سے بھی ویسی ہی آواز سُنائی دی۔

"کیا یہ تُم ہو جیوس؟" ارامس نے چلّا کر پوچھا۔

"ہاں موسیو۔ میں اور میرے دو بیٹے۔"

ارامس اور اُس کے ساتھی غار میں آگے بڑھ گئے۔ کُچھ دُور آگے جا کر اُنہوں نے ایک لالٹین جلتی ہوئی دیکھی۔ اُس کی روشنی میں اُنہیں تین آدمی وہاں کھڑے دِکھائی دے رہے تھے۔

"چلو ہم کشتی کی طرف چلیں۔" ارامس بولا۔ "میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ آیا اُس میں ہر چیز تیّار ہے یا نہیں؟"

"آپ یہ لالٹین لے کر اُس کے زیادہ قریب مت جایئے موسیو۔" جیوس بولا۔ "کیوں کہ آپ کی ہدایت کے مطابق میں نے اُس میں خاصی مقدار میں گولہ بارود اور اسلحہ لاد دیا ہے۔"

"بہت اچھّا۔" ارامس بولا۔

اس نے لالٹین سنبھالی اور اُن آدمیوں کے پیچھے پیچھے چلتا ہوا غار کے دہانے تک آن پہنچا۔ باہر آسمان پر چاند چمک رہا تھا اور سمندر کی آواز سُنائی دے رہی تھی۔ وہیں ساحل پر کشتی بندھی کھڑی تھی۔ اُس میں خوراک بھی تھی اور پانی کے دو مشکیزے بھی رکھے تھے۔ اس میں آٹھ بندوقیں اتنی ہی پستولیں اور کافی مقدار میں گولہ بارود بھی رکھا تھا۔

جیوس اور اُس کے بیٹے کشتی کو سمندر کی جانب دھکیلنے لگے۔ اُسی وقت اُنہیں کہیں دور سے کتّوں کے بھونکنے کی آوازیں سُنائی دیں۔ اِس کے ساتھ ساتھ دوڑتے قدموں اور آدمیوں کے شور وغُل کی آوازیں بھی سُنائی دیں۔

"میرے خدا!" ارامس چلّایا۔ "وہ کتّوں کے ذریعے ہمیں تلاش کر رہے ہیں۔ اُنہیں ہمارے فرار کا علم ہو گیا ہے۔"

وہ غار کی سمت بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے پیچھے دوڑتے ہوئے غار میں آ گئے اور دوسری طرف اس کے دہانے میں جا نکلے۔ کتّوں کے بھونکنے کی آوازیں اب کُچھ بُلند سُنائی دے رہی تھیں۔ اُن کے سامنے خالی

میدان میں بے شمار لالٹینیں حرکت کرتی دِکھائی دے رہی تھیں۔ اگر یہ لوگ غار پر حملہ کر دیتے تو ان کا بھاگ کر اپنی کشتی تک پہنچنا اور سمندر کے راستے اس جزیرے سے فرار ہو جانا ناممکن ہو جاتا۔

"یہ تعداد میں کتنے ہیں؟" ایتھوس نے پوچھا۔

"سترّ یا شاید اسّی۔" ارامس نے جواب دیا۔ "ہم اِن میں سے صرف پندرہ آدمیوں کو ہی ڈھیر کر سکتے ہیں لیکن اِس جگہ سے بچ نکلنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اس تمام دستے کا ہی صفایا کر دیں۔ اِس کے لیے مجُھے ایک تدبیر سوجھی ہے۔"

اُس نے اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ اُس نے اِس مقصد کے لیے کون سی تدبیر سوچ رکھی تھی۔ پھر وہ تینوں غار میں واپس ہو لیے اور اُس میں دوڑتے ہوئے اُس کے دوسری طرف جا نکلے اور کشتی کی طرف بڑھ گئے، جسے جیوس اور اُس کے بیٹے ابھی تک سمندر کی طرف دھکیلنے میں مصروف تھے۔ ارامس نے کشتی میں سے بارود کا ایک پیپا اُٹھا لیا۔ اُس کا وزن کوئی سترّ یا اسّی پونڈ کے لگ بھگ تھا۔ اس میں ایک فیوز لگایا اور پارتھوس سے بولا:

”میرے دوست! کیا تم یہ پیپا اُٹھا سکتے ہو؟ میں اِس فیوز کو آگ لگاؤں گا۔ پھر تُم اِسے دُشمنوں پر پھینک دینا۔“

”بڑی آسانی سے۔“ پارتھوس بولا اور اس نے وہ پیپا اُٹھالیا۔

ارامس نے اِس فیوز کو شُعلہ دکھایا۔ پھر وہ اور ایتھوس بندوقیں سنبھالے پارتھوس کے ساتھ غار میں داخل ہو گئے۔

شاہی دستے کے سپاہی غار میں داخل ہو گئے تھے۔ غار میں پہنچ کر وہ لالٹینیں اُونچی کر کر کے رُک کر اُس غار کا جائزہ لینے لگے تھے۔ اُن کے کتّے مسلسل بھونک رہے تھے۔ پھر وہ اپنے سالار کی سربراہی میں آگے روانہ ہو گئے لیکن تھوڑی دور آگے بڑھتے ہی وہ ایک دم رُک گئے۔ اُنہیں لالٹینوں کی روشنی میں اپنے سامنے پارتھوس، ارامس اور ایتھوس کھڑے دِکھائی دیئے تھے، جو اُن کے آگے بڑھنے کے منتظر تھے۔ ان سپاہیوں نے دیکھا کہ پارتھوس نے اپنے ہاتھ میں ایک بھاری پیپا اُٹھا رکھا تھا جس سے منسلک فیوز جل رہا تھا۔ وہ فوراً ہی سمجھ گئے کہ اُن کے ساتھ کیا ہونے والا تھا۔ وہ چیختے چِلاّتے، واپسی کے لیے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس

طرح ان میں شدید بھگدڑ مچ گئی۔ اسی وقت ان کے سالار نے چلّا کر کہا:

"فائر۔۔۔!"

سپاہیوں نے افراتفری کے عالم میں اپنی بندوقیں فائر کر دیں۔ غار کان پھاڑ دینے والے دھماکوں سے گونج اُٹھا۔ غار کی چھت سے بڑے بڑے پتھّر ٹوٹ کر نیچے گِرنے لگے۔ ایتھوس کے مُنہ سے ایک چیخ خارج ہوئی اور وہ پارتھوس پر آ گرا۔ پارتھوس نے بارود کا پیپا سر کے اُوپر گھُما کر چیختے چِلّاتے ہوئے سپاہیوں پر پھینک دیا اور ایتھوس کو اُٹھا کر اپنے کندھے پر لادا اور مُڑ کر غار کے سمندر کی طرف جا نکلنے والے دہانے کی طرف بھاگ اُٹھا۔ اس کے پیچھے چیخنے چلّانے کی اور بھاگ دوڑ کی آوازیں بُلند ہو رہی تھیں۔ جوں ہی وہ غار کے دہانے سے باہر نکلا۔ غار کے اندر ایک قیامت خیز دھماکہ ہوا اور غار سے آگ دھوئیں اور ملبے کا ایک طوفان سا آسمان کی طرف لپک پڑا۔ اس کی دیواریں ٹوٹ پھوٹ گئیں۔ پارتھوس کو سمندر میں کشتی پانی میں ڈولتی دِکھائی دے رہی تھی۔ ارامس دوڑتا ہوا اس کی طرف آ رہا تھا۔

”جلدی کرو! جلدی!“ وہ چلّایا۔

اُنہیں زمین اپنے پیروں تلے ہلتی محسوس ہو رہی تھی۔ پہاڑ سے چٹانیں ٹوٹ ٹوٹ کر نیچے لڑھک رہی تھیں۔ بڑے بڑے پتھّر اُن کے اِرد گرد سے گُزر رہے تھے اور اُن کے قریب آ آ کر ڈھیر ہو رہے تھے۔ جوں ہی ارامس نے ایتھوس اور پارتھوس کو کندھے سے نیچے اُتارا، ایک بہت بڑا پتھّر پہاڑ کی ڈھلوان پر سے پھسلتا ہوا بڑی تیزی سے اُن کی طرف آنے لگا۔ اس کی رفتار اتنی تیز تھی کہ اُنہیں کُچھ سوچنے سنبھلنے کا موقع نہ مل سکا اور وہ تینوں دم کے دم میں اس کے نیچے آ کر بُری طرح سے کُچلے گئے۔ جیوس اور اُس کے بیٹے بڑی خوف زدگی کے عالم میں اس بڑے پتھّر کو برق رفتاری کے ساتھ لڑھکتے ہوئے سمندر میں جا کر تہہ آب ہوتے دیکھتے رہے۔ پھر وہ کشتی سے اُتر کر اُس جگہ چلے آئے جہاں چھوٹے بڑے بے شمار پتھّروں کے درمیان بڑے پتھّر کے بناتے ہوئے راستے کے درمیان ان تین مشہور و معروف بندوقچیوں کی کُچلی ہوئی لاشیں پڑی تھیں۔ اُن کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اُنہوں نے بڑبڑاتے ہوئے اُن کی اس المناک موت پر اظہارِ

افسوس کیا۔ پھر واپس مُڑ کر کشتی میں آ کر بیٹھ گئے اور اس جگہ سے روانہ ہو گئے۔

☆☆☆☆☆

جب اِن تین مشہور و معروف بندوقچیوں کی موت کی خبر پیرس پہنچی اور دارتنان کو معلوم ہوا کہ اُس کے جوانی کے دِنوں کے پیارے دوست اس سے ہمیشہ کے لیے جُدا ہو گئے تھے تو وہ بادشاہ سے چند دن کی چھٹّی لے کر جزیرہ بیل جا پہنچا۔

جب وہ واپس آیا تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ وہ اپنی عُمر سے کہیں زیادہ بُوڑھا دِکھائی دے رہا تھا۔ اُس کے بال بالکل سفید ہو چکے تھے۔ اس کے چہرے پر گہری گہری جھریاں پڑ گئی تھیں اور داڑھی جھاڑ جھنکاڑ کی طرح بے تحاشا بڑھ چکی تھی اور بالکل سفید پڑ چکی تھی۔ اُس کی کمر جھک گئی تھی، ہر چند کہ وہ گھوڑے پر تن کر بیٹھتا تھا اور بندوقچیوں کے کپتان کی حیثیت سے اپنے فرائض کی بجا آوری کے لیے ہمہ وقت مُستعد رہتا تھا۔

پھر چند ماہ گُزرنے کے بعد بادشاہ کے حکم سے موسیو فوکے کو گرفتار کر کے بیس تیل میں نظر بند کر دیا گیا۔ اُس پر الزام تھا کہ اُس نے قومی خزانے کو نقصان

پہنچایا تھا اور اُس میں سے ناجائز طور پر کروڑ ہا فرانک اپنی ذاتی ضروریات کے لیے نکلوائے تھے۔ اب موسیو کولبرٹ کو اُس کی جگہ فرانس کا وزیرِ خزانہ بنا دیا گیا۔

پھر چار سال گُزرنے کے بعد لوئی چہار دہم کو ولندیزیوں کے ساتھ ایک زبردست جنگ لڑنا پڑی۔ دارتنان کو میدانِ جنگ میں بارہ ہزار سپاہیوں کی کمان سونپی گئی۔ اُس کی فوج نے چار ماہ کے اندر اندر دُشمن کے بارہ قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ وہ تیرھویں قلعے کا محاصرہ کر ہی رہا تھا کہ ایک ہرکارہ تیزی سے گھوڑا دوڑاتا ہوا اُس کے پاس پہنچا۔

"موسیو دارتنان! آپ کے لیے شہنشاہِ معظّم کی جانب سے ایک پیغام ہے!"

اس نے دارتنان کو ایک خط دیا۔ دارتنان نے اُس کی مُہر توڑی اور اُسے پڑھا۔ اس کے چہرے پر مُسکراہٹ بِکھر گئی۔ اُسے فرانسیسی افواج کا مارشل بنا دیا گیا تھا!

ہرکارے نے ہاتھی دانت کا بنا ہوا ایک صندوقچہ اس کی طرف بڑھا دیا۔ دارتنان نے اُسے کھولا۔ اُسی وقت کسی توپ کا گولہ آ کر اُس کے سینے پر لگا۔ وہ زمین پر گِر گیا۔ صندوقچہ اُس کے ہاتھ سے چھُوٹ کر دور جا گِرا۔ اُس نے زمین پر سے اُٹھنے

کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ اُس کے افسر اُس کے آس پاس جمع ہو گئے تھے۔ اُنہوں نے جب اُس کے سینے سے خون اُبلتے دیکھا تو اُن کے مُنہ سے چیخیں نکل گئیں۔ ایک افسر اُس کے پاس زمین پر بیٹھ گیا۔ اُس نے اُس کا سر اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے آہستگی سے اُوپر اُٹھایا۔ دارتنان نے دیکھا کہ دُشمن کے قلعے کی بُرجی پر سفید جھنڈا لہرا رہا۔ یعنی دُشمن کا تیرھواں قلعہ بھی فتح ہو چکا تھا۔ پھر اس کے کانوں نے ڈھول بجنے کی آواز سُنی۔

یہ فرانسیسی فوج کی فتح کا اعلان تھا۔ اُس کا سر پیچھے ڈھلک گیا۔ وہ سرگوشی میں بولا:

"ایتھوس۔ پارتھوس۔ ارامس۔ میں تمہارے پاس آ رہا ہوں۔" اِس کے ساتھ ہی اُس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ اُس کے افسر اور سپاہی سب سمجھ گئے کہ وہ اُن سے ہمیشہ کے لیے جُدا ہو چکا تھا۔

ختم شد